ممکنہ تیسری
عالمی جنگ



ادارہ الفضل آن لائن لندن

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دنیا والوں کو یہ بتائیں کہ اگر تم اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے زندگی، امن اور سلامتی چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہو اور اس کے مسیح پر ایمان لاؤ۔ خدا کی شریعت کو رد مت کرو۔ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہنسی اور ٹھٹھے مت کرو۔ اس کے جوئے کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دو۔ تب تم امن سے اپنی زندگیاں گزار سکتے ہو اور تمہاری نسلیں سلامتی کے ساتھ اس دنیا میں رہ سکتی ہیں ورنہ نہیں۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

مضمون نگار: سید انور شاہ

مرتبہ
عطیۃ العلیم

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا

ادارہ الفضل آن لائن کی 34ویں کاوش

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 7951 614020

+44 7376 159966

آن لائن ایڈیشن

ابتدائیہ

دنیا میں بدامنی اور بے چینی کے سائے مسلسل منڈلا رہے ہیں اور یہ خطرہ موجود ہے کہ کہیں قوموں، معاشروں، ملکوں اور مذاہب میں ایک دوسرے سے دوری اور نفرت تیسری جنگ عظیم میں نہ بدل جائے۔ جس کے نقصانات کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس سے قبل دو عالمی جنگوں کی صورت میں خمیازہ پوری دنیا بھگت چکی ہے اور کئی دہائیاں گزر جانے کے بعد بھی ایسے علاقوں میں زندگی کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ تیسری جنگ عظیم کی تباہی اور نقصانات سے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پوری دنیا، ان کے سربراہوں کو اپنے خطابات اور سربراہان کو خطوط کے ذریعہ متنبہ فرما رہے ہیں۔

ایک خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا ... آج غلامانِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی یہ فرض ہے کہ... ایک درد کے ساتھ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کریں۔ جنگوں کے ٹلنے کے لئے دعا کریں۔ دعاؤں اور صدقات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ اگر اصلاح کی طرف دنیا مائل ہو جائے تو یہ جنگیں ٹل بھی سکتی ہیں۔ ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے بداعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بدانجام سے بچیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30؍جون 2017ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ روس یوکرائن کے حالیہ تنازعہ کی بابت فرماتے ہیں:

"گزشتہ کئی سال سے مَیں دنیا کی بڑی طاقتوں کو متنبہ کرتا چلا آیا ہوں کہ انہیں تاریخ سے، بالخصوص بیسویں صدی میں ہونے والی دو تباہ کن عالمی جنگوں سے، سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں

مَیں نے مختلف اقوام کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر پرزور توجہ دلائی کہ وہ اپنے قومی اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف کو قائم کرتے ہوئے دنیا کے امن و سلامتی کو ترجیح دیں۔

یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ یوکرائن میں جنگ چھڑ گئی ہے اور حالات انتہائی سنگین صورتِ حال اختیار کر چکے ہیں۔ نیز یہ بھی عین ممکن ہے کہ روسی حکومت کے آئندہ اقدامات اور اس پر نیٹو(NATO)اور بڑی طاقتوں کے ردّعمل کے باعث یہ جنگ مزید وسعت اختیار کر جائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے نتائج انتہائی خوف ناک اور تباہ کن ہوں گے۔ لہٰذا یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مزید جنگ اور خون ریزی سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ اب بھی وقت ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے سے پیچھے ہٹ جائے۔ مَیں روس، نیٹو اور تمام بڑی طاقتوں کو پُرزور تلقین کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں انسانیت کی بقا کی خاطر تنازعات کو ختم کرنے میں صرف کریں اور سفارتی ذرائع سے پُرامن حل تلاش کریں۔

جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے سربراہ ہونے کے ناطے مَیں صرف یہی کر سکتا ہوں کہ دنیا کے سیاسی راہنماؤں کی توجہ اس طرف مبذول کروادوں کہ وہ عالمی امن کو ترجیح دیتے ہوئے، تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کی خاطر اپنے قومی مفادات اور دشمنیوں کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اس لیے میری دلی دعا ہے کہ دنیا کے حکمران ہوش سے کام لیں اور انسانیت کی بہتری کے لیے جدوجہد کریں۔"

(پریس ریلیز24؍ فروری2022ء)

حال ہی میں 4مارچ 2023ء کو مسجد بیت الفتوح میں امن سمپوزیم سے خطاب کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ نے صحافی پیٹر ہچنز کے ایک مضمون کا بھی حوالہ دیا جس میں اُس نے متعدد مغربی ممالک کی جانب سے اپنے ٹینک یوکرین بھجوانے کے فیصلہ کی بابت لکھا کہ اگر یوکرین کو فراہم کئے جانے والے ٹینک روسی سرزمین میں داخل ہو جائیں تو جو کچھ رونما ہو گا اِس پر حیران نہیں ہونا چاہئے نیز اِس بات کا حقیقی امکان موجود ہے کہ یورپ کا ایک بڑا حصہ تابکار قبرستان میں تبدیل ہو جائے۔

کئی سالوں سے مَیں ایک عالمی جنگ کے خطرہ سے خبردار کر رہا ہوں تیزی سے ماہرین تعلیم، سیاسی ماہرین اور قابل احترام تجزیہ کار بھی خبردار کر رہے ہیں کہ ہم تاریخ انسانی کے ایک سنگین دَور کے

قریب پہنچ رہے ہیں۔ روسی ریاست کی طرف سے جتنے بھی جرائم کئے جا رہے ہیں، ہمیں اِس وسیع تصویر کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ اگر جنگ کو ختم نہ کیا گیا تو یہ ممکنہ تباہ کن نتائج کے ساتھ ایک بڑے عالمی بحران کا باعث بنے گی، اِس لئے عالمی طاقتوں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی پر مبنی مذاکرات امن کے ذریعہ اِس جنگ کو ختم کریں، بصورت دیگر مجھے خدشہ ہے کہ یہ جنگ یورپ سے نکل کر مشرقی دنیا ایشیاء تک پھیل جائے گی اور کون جانتا ہے کہ پھر کہاں جا کر رکے۔ عالمی ایٹمی جنگ کے وسیع پیمانہ پر ناقابل تصور، ہولناک اور تباہ کن اثرات کے بارہ میں متنبہ کرنے کے بعد خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

”میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو عقل اور تمام بنی نوع انسان کو اُن اصولی مقاصد کے عملی اظہار کی توفیق عطاء فرمائے جو اِس دنیا کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے اور اپنی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی صورت میں چاہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن 15 مارچ 2023ء)

مکرم سید انور احمد شاہ آف برکینا فاسو نے متنبہ کرنے والے ان جیسے ارشادات کے علاوہ پہلی دو عالمی جنگوں کی ہولناک تباہی کے نقوش کو اپنے ایک مضمون میں اکٹھا کیا۔ ادارہ الفضل آن لائن نے اس کو 8 قسطوں میں شائع کیا جسے مکرمہ عطیۃ العلیم آف ہالینڈ نے کتابی شکل دی ہے۔

یہ ادارہ الفضل آن لائن کی 34ویں کاوش ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

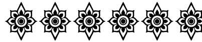
حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

10 مارچ 2023ء

انڈیکس



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط 1

دنیا میں جنگوں کا ظہور جس کی کچھ وجوہات ذیل میں آپ کی نظر سے گزریں گی، جو دراصل انسان کی اس ہٹ دھرمی اور کبر و غرور کے سبب سے ہے کہ انسان نے اُن تعلیمات کو جو اس کے خالق نے عطا فرمائی تھیں یکسر پسِ پشت ڈال دیا اور ہر دور میں اُس نے یہی سمجھا کہ بس یہی دنیا اور اس کا وجود ہی سب کچھ ہے۔

سب سے پہلی جنگ

نسل آدم کی پہلی جنگ اگر غور کریں تو وہ خود آدم اور شیطان کے مابین ہوئی۔ اور اس میں حکم الٰہی سے روگردانی اور غیر اللہ کی پیروی نے آدم کو خجالت سے ہم آغوش کیا۔ پھر آدم کی وہی فضیلت ''علم'' کہ اس کو اسماء سکھائے گئے تھے ایک دفعہ پھر آدم کو عطا کی گئی اور اللہ تعالیٰ اس کی پشیمانی کو قبول فرماتے ہوئے رجوع برحمت ہوا اور آدم کو کلمات سکھائے اور اس نے ان کلمات سے اپنے اوپر توبہ، استغفار اور پردہ پوشی کا دروازہ وا کیا۔ اگر غور کریں تو انسان کے پاس ماسوئے استغفار کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اس کی ساری عمر کی کمائی یہی ہوتی ہے:

بس اک داغ سجدہ میری کائنات
جبینیں تیری آستانے تیرے

سورۃ الکہف کی آیت 74 کی تفسیر میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اے لوگو تم شیطان کو کیا اس لئے دوست بناتے ہو کہ اس سے ترقی حاصل کر لو گے۔ حالانکہ تمہاری پیدائش میں اس کا کوئی دخل نہ تھا اور نہ اس کا زمین و آسمان کی پیدائش میں تھا بلکہ انسان کی تمام قوتیں نیکی کی خاطر پیدا کی گئی تھیں۔ اگر کوئی قوم خدا تعالیٰ سے دور ہو کر ترقی بھی کر جائے تو مت خیال کرنا کہ اب خدا تعالیٰ دنیا کا کام اس کے ہاتھ

میں دے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور رکھے گا ایسے لوگوں کی کامیابیاں محض عارضی ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا اس آیت میں ایک عظیم الشان مضمون بیان کیا گیا ہے۔ گزشتہ مضمون بتا رہا ہے کہ شیطان یا اس کی ذریت کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں کوئی دخل حاصل ہونا تو الگ رہا ان کو اس سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس میں بعض آدم کے مخالف یا دین سے بے بہرہ لوگ ایک نئی دنیا بسانے کے مدعی ہوں گے اور کہیں گے کہ وہ اپنے زور سے ایک نئی دنیا بسائیں گے۔ اور ایک نیا نظام قائم کریں گے اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا کبھی پہلے ایسا ہوا ہے کہ نئی دنیا اور نیا نظام بنانے میں اللہ تعالیٰ نے شیطان اور اس کی ذریت سے مدد لی ہو۔ اگر پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تو آئندہ کس طرح ممکن ہے۔ ہمیشہ نئی دنیا اور نیا نظام اللہ تعالیٰ آدم اور فرشتوں کے ذریعہ سے بنایا کرتا ہے۔ پس اب بھی اسی طرح ہو گا نئی دنیا اور نیا نظام آدم ہی کے ذریعہ سے بنائے جائیں گے۔

جنگ کی وجہ، فلاسفی اور ضرورت مامور من اللہ کا انکار

جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو سعادت مند لوگ اسے قبول کر کے انعامات کے حق دار بنتے ہیں۔ اور جو بدنصیب اس کے مقابل پر شوخی اور استہزاء سے کام لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے حصہ پاتے ہیں اگر اس اتمام حجت کے بعد بھی دنیا گناہوں میں ترقی کرتی جائے تو یہ بداعمالیاں خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا باعث بنتی ہیں۔

(سلسلہ عالیہ احمدیہ، صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تقریر زیر عنوان، ”امنِ عالم کے ذرائع“، فرمائی تھی، آپ نے اپنی اس تقریر میں جنگوں کے وقوع پذیر ہونے کو بھی بہت تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے جنگ کی آٹھ وجوہات پر روشنی ڈالی تھی۔ آپ ہی کے الفاظ میں وہ وجوہات درج ذیل ہیں:

لالچ

جنگ کی تحریک کی ایک بنیاد لالچ ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے حکم دیا لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (طٰہٰ:132) کہ جو تمہارے اردگرد قومیں ہوں ان کی طرف لالچی نظر سے

مت دیکھو۔ چونکہ لالچ سے نفرت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک بعث بعد الموت پر یقین نہ ہو۔ اسلام نے حیات بعد وفات پر بار بار یہ فرمایا قرآن کریم میں ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ اُٹھائے نہیں جائیں گے مگر یہ بالکل غلط ہے۔(تو کہہ دے) مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔

اپنے کلچر کو اعلیٰ سمجھنا

جنگ کا دوسرا محرک یہ ہوتا ہے کہ کوئی قوم اپنا کلچر اعلیٰ سمجھ کر دوسری قوموں میں جاری کرنا چاہتی ہے۔ اسلام نے اس سے بھی روکا ہے۔ سورۃ الحجرات میں فرمایا: ’’اے مومنو، کوئی قوم دوسری قوم کو اپنے تصرف اور دبدبہ کے نیچے اس خیال کے ماتحت نہ لائے کہ میں اس سے اعلیٰ ہوں کیونکہ ممکن ہے اس کی تہذیب کی خامیاں کل ظاہر ہو جائیں۔‘‘

مذہبی برتری قائم کرنا

جنگ کا تیسرا سبب مذہبی برتری قائم کرنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اسے لَآ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ (البقرہ:257) کہہ کر رد کیا اور بتایا کہ اگر ایک مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو اسے لوگوں سے زبردستی منوانا بیوقوفی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو جب خدا تعالیٰ زبردستی نہیں منواتا تو کسی اور کے لئے کیونکر جائز ہے۔

حمیت جاہلیت

جب کوئی فرد یا قوم کسی بادشاہ کی یا وزیر کی ہتک کر دیتا ہے تو لڑائی چھڑ جاتی ہے اور لاکھوں جانیں جاتی ہیں۔ یہ حمیت اور جاہلیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب طبیعت میں حسد اور غصہ کے جذبات ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں فرمایا ہے وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا‌ؕ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى‌ (المائدہ:9) عداوت، بغض یا طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ تم دوسروں سے لڑو بلکہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔

ایک ملک کا دوسرے ملک کے لئے اپنے دروازے بند کر دینا

جنگ کا پانچواں سبب یہ ہوتا ہے کہ ایک حکومت دوسری حکومت کے لئے اپنے ملک کے دروازے بند کر دیتی ہے۔ یہ مذہبی اغراض کے لئے ایک محدود علاقہ کے لئے جائز ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ

مکرمہ کی حدود میں مشرکین کے داخلہ کو منع فرمادیا گیا ہے۔ مگر عام طور پر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ فرمایا گیا تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا(القصص:84)

ناجائز فوائد حاصل کرنے کی کوشش

جنگ کا چھٹا موجب یہ ہوتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کو کمزور کر کے اپنے لئے ناجائز فوائد حاصل کرنا چاہتی ہے یہ بھی منع ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا(القصص:8) فرعون نے اپنی قوم کے ٹکڑے کر دیئے ایک کو اعلیٰ عہدہ دیتا اور دوسرے کو گراتا۔ چونکہ اس طرح باہمی تنافر پیدا ہو کر لڑائی ہو جاتی ہے اس لئے اسلام اس سے منع کرتا ہے۔

سود

جنگوں کا ساتواں سبب سود ہے۔

قومی نااہلی اور کمزوری

آٹھواں سبب قوم خود پیدا کرتی ہے اور وہ اس کی اپنی کمزوری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال:61) یعنی اپنے اندر جس قدر قوت پیدا کر سکتے ہو پیدا کرو۔

(انوار العلوم جلد14، صفحہ 162-164)

جنگوں کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عوام اپنی حکومت کے ساتھ مخلص نہیں ہیں اور دشمن کے ساتھ ساز باز تک نوبت آ گئی ہو۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے:

بعض اسلامی حکومتوں پر عیسائی حکومتوں نے اس لئے جنگ مسلط کر دی تھی کہ ان کو معلوم ہوا کہ وہاں کے عیسائی باشندے اپنی حکومت کے خلاف ان کی مدد کریں گے۔ لہذا جب بیرونی حملہ ہوا تو اسی وقت اندرونی سازشیں بھی شروع ہو گئیں ایسے میں دشمن کو تقویت ملتی ہے اور وہ زیادہ وثوق کے ساتھ اپنی فتح کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو بہت سی جنگیں رک جائیں اور اگر شروع بھی ہو جائیں تو ایسی سلطنت جس کے گھر میں اتفاق و اتحاد ہو، دشمن کا عمدگی سے مقابلہ کر سکتی ہے اور اسے بھگا سکتی

ہے۔ کیونکہ اسے گھر کا فکر نہیں ہوتا کہ اس میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ساری توجہ اور قوت دشمن کے دفاع میں لگ جاتی ہے اور اسے شکست دے دیتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 5-6)

ماہ جون 2022ء میں ترکی کے صدر طیب اردوان نے اپنے ایک عوام سے خطاب میں قوموں کی تباہی کے ذیل میں ایک واقعہ بیان کیا کہ جب چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی تو ایک موقع پر اُس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اُس کی کسی عالم سے ملاقات کروائی جائے۔ کوئی عالم اس سے ملنے کو رضامند نہ ہو رہا تھا آخر کار ایک نوجوان عالم دین نے رضامندی کا اظہار کیا اور اپنے ساتھ ایک اونٹ، ایک بکرا اور ایک مرغا لیکر ہلاکو خان کو ملنے کے لئے حاضر ہوا۔ اس کو دیکھ کر ہلاکو خان نے کہا کہ تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں تھا؟ اس نے جواب دیا اگر آپ کسی بہت بڑے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو خیمے سے باہر ایک اونٹ موجود ہے، اگر آپ کسی بڑی سی داڑھی والے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو باہر ایک بکرا موجود ہے اور اگر آپ کسی بلند آواز والے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو باہر ایک مرغا موجود ہے، ہلاکو خان نے لاجواب ہو کر کہا کہ یہ بتاؤ تمہاری اس شکست اور رسوائی کا سبب کیا ہے؟ اس عالم نے جواب دیا کہ یہ ہمارے اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات کے کفران کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نے دوسرا سوال کیا کہ اب تم لوگ کیسے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرو گے؟ عالم نے جواب دیا کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنے لگیں گے اور خالص اس کے بندے بن جائیں گے تو وہ ہمیں دوبارہ معزز کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خط یو ایس اے، کے صدر باراک اوبامہ کو تحریر فرمایا تھا اس میں آپ نے جنگ کی وجوہات کی بابت فرمایا:

As we are all aware, the main causes that led to the Second World War were the failure of League of Nations and the economic crisis, which began in 1932. Today, leading economists state that there are numerous parallels between the current economic crisis and that of 1932. We observe that political and economic problems have once again led to wars between smaller nations, and to internal discord and

discontentment becoming rife within these countries. This will ultimately result in certain powers emerging to the helm of Government who will lead us to world war.

اردو مفہوم: جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے، دوسری جنگ عظیم دوم کا باعث بننے والی بڑی وجوہات میں، لیگ آف نیشنز کی ناکامی اور وہ معاشی مسائل تھے جن کا آغاز 1932ء میں ہوا۔ آج دنیا کے بڑے بڑے ماہرِ معاشیات اس بات پر متفق ہیں کہ اس وقت جو معاشی مسائل درپیش ہیں ان میں بڑی واضح مشابہات موجود ہیں جو 1932ء میں موجود تھیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اختلافات اور معاشی مسائل کی وجہ سے دنیا میں اس وقت کئی چھوٹے ممالک بر سرِ پیکار ہیں، اور اندرونی رنجشیں اور بے چینی کی وجہ سے یہ ممالک افرا تفری کا شکار ہیں۔ یہ آخرِ کار، ان حکومتوں کی وجہ سے جو ان ممالک کو شے دے رہی ہیں ایک عالمی جنگ کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

(The World Crisis and Path Way to Peace, page 15)

بعض دفعہ جنگ قیام امن کی ضامن ہوتی ہے

صلح کیتیاں فتح جے ہتھ آوے
کمر جنگ تے مول نہ کسیئے نی
جے کر یار دے ناں دی ملے سولی
چوھٹا لے لئے پِشاں نہ ھیٹئے نی
خون دے کے لکھاں شہیداں دا
تاں بتی اک موم دی بلدی اے

جنگ کی بابت اگر کوئی یہ سمجھتا ہے یہ ہر حال میں ایک ممنوعہ فعل ہے، ایسا ہرگز نہیں خدا تعالیٰ نے مومنین کو سرحدوں پر ہر آن چوکس رہنے کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ بات بتا دی ہے کہ اگر دو مسلمان قومیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروا دیا کرو اور پھر ان کے درمیان جو صلح کا معاہدہ ہوا ہے کوئی ایک قوم اگر اس کی خلاف ورزی کرتی ہے تو اس کے خلاف جنگ کرو اور معاہدہ کی پابندی کراؤ۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 57)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ :بے شک محمد رسول اللہ ﷺ مدرس امن ہیں اور اسلام نے وہ تعلیم دی ہے جو فطرت انسانی کے مطابق ہے اور فطرت انسانی اس کا اقرار بھی کرتی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا لڑائی بالکل ہی بری چیز ہے؟ قرآن کریم اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ امن کے قیام کے لئے بعض دفعہ جنگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جیسے انسان کے جسم کا کوئی حصہ گل جائے تو فیس دے کر اس کو ڈاکٹر سے کٹوایا جاتا ہے اسی طرح سرطان کے مریض کے بعض اعضاء کو اس لئے کاٹ دیتے یا نکال دیتے ہیں تا باقی جسم صحت مند رہ سکے۔اسی طرح ایک چھوٹے فائدہ کو قربان کر کے ایک بڑے فائدہ کو حاصل کیا جاتا ہے۔

ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا :ہماری جماعت ہر موقع پر با امن جماعت رہی ہے۔اب بھی با امن ہے اور با امن رہے گی۔مگر اس کے معانی یہ نہیں کہ ہم کسی جبر سے اپنے حقوق چھوڑ دیں اور ان کی حفاظت نہ کریں۔دنیا میں سب سے بڑھ کر با امن رسول کریم ﷺ تھے مگر آپ کی آخری عمر لڑائیوں میں ہی گزری۔دراصل امن اور جنگ متضاد نہیں بعض دفعہ امن اور جنگ ایک ہی ہوتا ہے۔بعض دفعہ جنگ امن کے خلاف ہوتی ہے اور بعض دفعہ جنگ ایک حد تک امن کے خلاف ہوتی ہے اور ایک حد تک اس کے موافق بعض دفعہ امن کے قیام کے لئے جنگ کرنی پڑتی ہے اور بعض دفعہ امن کی بربادی کے لئے جنگ کی جاتی ہے اور بعض دفعہ بین بین حالت ہوتی ہے یعنی نیت تو امن قائم کرنے کی ہوتی لیکن فعل امن برباد کرنے والا ہوتا ہے۔یا نیت تو امن برباد کرنے والی ہوتی ہے لیکن فعل امن قائم کر دیتا ہے۔پس جبکہ قیام امن کے لئے جنگ بھی ضروری ہوتی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری اولادیں بہادر اور مضبوط دل کی ہوں۔ہمارے ملک میں بہت بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب مردوں کے لئے کوئی خاص کام کرنے کا وقت آتا ہے تو عورتوں میں شور پڑ جاتا ہے کہ ہمارے بچے، ہمارے بھائی، ہمارے خاوند، ہمارے دوسرے رشتہ دار تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے۔رسول کریم ﷺ کو جہاں مرد جری اور بہادر ملے تھے وہاں عورتیں بھی نہایت قوی دلا ور اور مضبوط حوصلہ والی ملی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے غلاموں نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ورنہ اگر میدان جنگ میں جانے کے لئے گھر سے نکلنے والا مرد گھر میں روتی ہوئی ماں، چلاتی ہوئی بیوی، اور بے ہوش بہن کو

چھوڑ کر جائے گا تو کوئی بہادرانہ کام نہیں کر سکے گا کیونکہ اس کے دل پر غم کا بادل چھایا ہو گا...... لیکن اگر وہ گھر والوں کو ہشاش بشاش چھوڑ کر جاتا ہے تو پوری طرح جان بازی دکھا سکے گا۔

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 46-47)

امن کے لئے جنگ کی ضرورت بیان کرتے ہوئے تاریخ سے ایک واقعہ بیان فرمایا: کہتے ہیں مہاراجہ کشمیر نے کشمیریوں کی ایک فوج تیار کی اور اسے دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ان کے افسر مہاراجہ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم لڑائی پر جانے کے لئے تیار ہیں مگر ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں مہاراجہ سمجھا کہ شائد کہیں گے تنخواہ میں اضافہ ہونا چاہئے یا کوئی اور حق طلب کریں گے اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ پٹھانوں سے مقابلہ ہے سنا ہے وہ بڑے سخت لوگ ہوتے ہیں ہمارے ساتھ پہرے کا انتظام ضروری ہے۔ اسی دن سے اس قوم کو فوج میں بھرتی کرنا بند کر دیا گیا...... حالانکہ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ محمود غزنوی نے جتنے حملے ہندوستان پر کئے ان میں سے صرف دو میں اسے شکست ہوئی اور یہ دو حملے وہی تھے جو اس نے کشمیر پر کئے۔

گویا کسی زمانے میں اس قوم نے وہ کام کیا جو ہندوستان بھر میں کوئی اور قوم نہ کر سکی تھی لیکن آہستہ آہستہ جب اسے جنگی کاموں سے الگ کر دیا گیا تو اس میں فوجی ملکہ نہ رہا تو یہی قوم بزدل بن گئی۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 16، صفحہ 270-275)

آپ نے مزید اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک بادشاہ کا واقعہ سنایا کرتے تھے جس نے حکم دیا کہ فوج پر خواہ مخواہ اتنا خرچ کرنا پڑتا ہے اور یہ کام بھی کچھ نہیں دیتی اس لئے اسے موقوف کر دیا جائے۔ چنانچہ فوج برخواست کر دی گئی۔ کسی نے کہا کہ فوج موقوف کر دی گئی تو دشمن کا مقابلہ کون کرے گا؟ بادشاہ نے کہا کہ اگر ایسا وقت آیا تو ہم ملک کے قصابوں کو جمع کر کے بھیج دیں گے۔ جب پاس کے کسی بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی تو اس نے اس ملک پر حملہ کر دیا۔ اس لئے ملک کے قصابوں کو کہا گیا کہ اپنی چھریاں اور چھرے لے کر جاؤ اور دشمن کا مقابلہ کرو قصاب چلے تو گئے لیکن تھوڑی دیر بعد بھاگتے ہوئے آئے فریاد، فریاد بادشاہ سلامت ان لوگوں کو روکا جائے اس طرح جنگ نہ کریں ہم تو ان میں سے کسی ایک کو پکڑ کر زمین پر لٹا کر بسم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں

لیکن وہ تو بے تحاشہ قتل کرتے چلے جاتے ہیں کچھ دیکھتے ہی نہیں۔ اتنے میں حملہ آوروں نے بادشاہ کو بھی مار دیا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔

خلاصہ یہی ہے کہ اگر آپ امن پسند اور صلح جُو بھی ہیں تو وہ جو آپ کے ملک پر حملہ آور ہو رہا ہے اس کو روکنے کا چارہ اب آپ کے پاس ہونا ضروری ہے۔ بصورت دیگر آپ کی سلامتی اور آپ کا وجود دونوں کسی اور کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ اور اس کی مثالیں آج کی دنیا میں بھی دیکھنے کو مل رہی ہیں۔

بعض جنگیں جو بہت معمولی وجوہات پر لڑی گئیں انگلینڈ اور فرانس کی جنگ

ایسی جنگوں میں ایک جنگ وہ ہے جو انگلینڈ اور فرانس کے مابین 115 سال تک جاری رہی۔ جنگ اس بات پر ہوئی کہ یہ دونوں ہی تاج فرانس کا خود کو حق دار گردانتے تھے۔ یہ جنگ 24/مئی 1337ء سے لے کر 19/اکتوبر 1453ء تک جاری رہی اور آخر کار فرانس ہی تاجِ فرانس کا حقدار ٹھہرا۔

رومن کی سب سے بڑی لڑائی

یہ لڑائی جنگ کونائے کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ جنگ 218 قبل مسیح سے لیکر 201 قبل مسیح تک جاری رہی یہ جنگ رومن اور ہنی بال کے درمیان ہوئی۔

جنگ بسوس

زمانہ جاہلیت میں عرب بڑے فخر سے خانہ کعبہ میں اپنے مظالم کے قصے لٹکاتے تھے اور اپنے ظالم ہونے پر فخر کرتے تھے عرب میں ایک جنگ قبیلہ بنو تغلب اور قبیلہ بنو بکر کے درمیان چالیس سال تک لڑی گئی تھی، اس کا باعث یہ تھا کہ بنو تغلب کا سردار جس کا نام کلیب تھا ایک دن ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ اس کو ایک پرندے کے بولنے کی آواز آئی اس نے جب اوپر نظر کی تو ایک پرندے کا گھونسلا اس نے دیکھا اور لہر میں آکر کہا، میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ اتفاق کی بات اگلے دن جب وہ وہاں گیا تو دیکھا کہ گھونسلہ گرا ہوا ہے اور پاس ہی ایک اونٹنی چر رہی ہے۔ اس نے اندازہ لگایا کہ ضرور اس اونٹنی نے درخت کی شاخیں کھاتے کھاتے گھونسلہ گرا دیا ہے۔ یہ اونٹنی اس کی بیوی کے بھائی جساس کے ایک مہمان کی تھی، جساس کا تعلق قبیلہ بنو بکر سے تھا اور وہ اپنی خالہ جس کا نام بسوس تھا کے پاس رہتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں بسوس، کلیب کی خالہ ساس تھی۔ چونکہ جس پرندے کا گھونسلہ گرایا گیا تھا وہ سردار کلیب کی

پناہ میں تھا اس لئے کلیب نے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ بسوس نے جب دیکھا کہ اونٹنی کو مار دیا گیا ہے تو اس نے عربوں کے رواج کے مطابق دہائی دینی شروع کر دی کہ ظلم ہو گیا ہمارے مہمان کی اونٹنی کو کلیب نے ہلاک کر دیا کوئی ہے جو قبیلہ کی اس ہتک کا بدلہ لے، لہذا جساس اسی وقت اپنے بہنوئی کلیب کو جو کہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں قبیلوں میں جنگ کا آغاز ہو گیا اور چالیس سال تک یہ جنگ جاری رہی اور اس جنگ میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں، بچے یتیم ہوئے اور عورتیں بیوہ ہوئیں انسانیت نے وسیع پیمانے پر اس سے دکھ اٹھائے مگر عرب اس بات پر ہی مصر رہے کہ ہم معاف نہیں کرتے بدلہ لیتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 9-10)

عربوں کی ایک جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عربوں کی ایک جنگ کے بارے تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 179 پر ذکر فرمایا جو سو سال تک لڑی گئی تھی واقعہ یوں ہے کہ ایک عرب کے کھیت میں ایک کتیا نے بچے دے دیئے کسی عرب کا اونٹ کھل کر اس کھیت میں چلا گیا اور اس کے پاؤں تلے ایک بچہ کتیا کا مر گیا، کھیت والے نے سمجھا کہ کتیا نے میرے کھیت میں پناہ لی تھی اس کا بچہ مارا گیا ہے اس لئے مجھے اس کا بدلہ لینا چاہیئے لہذا اس نے اس اونٹ کو مار دیا۔ جس کا اونٹ تھا وہ کسی اور عرب کا مہمان تھا۔ اس عرب نے کہا چونکہ میرے مہمان کا اونٹ مارا گیا ہے اس لئے اس کا بدلہ لینا میرا فرض ہے اس لئے اس اونٹ کو مارنے والے عرب کو مار دیا۔ اس مقتول کی قوم نے اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے اجتماع کیا جس پر قاتل کی قوم نے اپنے بھائی کی مدد کا فیصلہ کیا اور باہم جنگ شروع ہو گئی جس میں آہستہ آہستہ دوسری اقوام بھی شامل ہوتی گئیں اور سارے عرب میں سو سال تک جنگ ہوتی رہی۔ جب رسولِ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عرب پر حکومت عطا فرمائی تو اس وقت تک ہزاروں انسانوں کا خون اسی قسم کے بدلوں میں لیا جا چکا تھا اور سینکڑوں انسان ایسے تھے جن کے خون کا بدلہ لیا جانا ابھی لیا جانے والا تھا اس لئے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے آپ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر ایک واعظ فرمایا...... آئندہ ہر خون کا بدلہ لینے کی حکومت ذمہ دار ہو گی...... باقی رہے پچھلے خون سو آج میں ان سارے خونوں کو معاف کرتا ہوں اب کسی کا کوئی حق نہیں کہ وہ ان میں سے کسی خون کا بدلہ لے اس پر سب لوگ تسلی پا گئے اور امن قائم ہو گیا۔

دنیا میں برپا ہونے والی ہولناک جنگوں کا ذکر

اگر گوگل پر ہولناک جنگوں کے لئے تلاش کریں تو مندرجہ ذیل بارہ جنگوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں سے چھ جنگیں ہیں جو مختلف متحارب گروہوں / ملکوں کے درمیان ہوئیں اور چھ باقی جنگیں کہہ لیں یا خونی انقلابات ہیں جن میں سے ایک روس میں اور باقی پانچ چین میں مختلف وقتوں میں کئی کئی سال جاری رہے ہیں اور ان میں ہر بار لاکھوں کی تعداد میں انسانی جانیں ہلاکت کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ ذیل میں ان جنگوں کا ذکر وقوع پذیر ہونے کی ترتیب سے کیا گیا ہے اور اس کے بعد ان خونی انقلابات کا ذکر ہے۔

اول۔ تیس سالہ جنگ

یہ جنگ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مملکتوں کے درمیان یورپ میں 1618ء سے لیکر 1648ء تک جاری رہی۔ چونکہ اس جنگ کی مدت تیس سال تھی اس لئے اس کو اسی لحاظ سے تیس سالہ جنگ کا نام دیا گیا۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق اس جنگ میں لگ بھگ آٹھ ملین شہری اور فوجی ہلاک ہوئے۔

نپولین کی جنگیں

یہ جنگیں 1803ء سے لے کر 1815ء تک لڑی جاتی رہیں یہ فرانس کی بادشاہت اور اس کے خلاف اٹھنے والے مختلف اتحادوں کے درمیان ہوتی رہی تھیں۔ ان جنگوں کو تیسری کولیشن، چوتھی کولیشن، پانچویں، چھٹی، ساتویں اور فائنل کولیشن کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان جنگوں میں براہ راست اور بلواسطہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد ساڑھے تین سے لے کر چھ ملین شمار کی گئی تھی۔

سوم۔ پہلی عالمگیر جنگ

یہ جنگ 28/جولائی 1914ء کو شروع ہوئی اس کے آغاز کا سبب آسٹریا کے آرچ ڈیوک کا قتل بنا۔ اس جنگ میں ایک طرف جرمنی، آسٹریا ہنگری، بلغاریہ، اور سلطنت عثمانیہ شامل تھے جبکہ دوسری طرف برطانیہ، فرانس، روس، اٹلی، رومانیہ، کینیڈا، جاپان اور امریکہ شامل تھے۔ یہ جنگ چار سال جاری رہی اور 11/نومبر 1918ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ اس جنگ میں لگ بھگ گیارہ ملین فوجی اور سات ملین شہری آبادی موت سے ہمکنار ہوئی اس طرح اندازہ ہے کہ اٹھارہ ملین افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ جنگ عظیم اول کا آغاز اتنی اچانک ہوا کہ لوگ حیران رہ گئے اور بڑے بڑے مدبروں نے اقرار کیا کہ گو وہ ایک

جنگ کے منتظر تو تھے مگر اس قدر جلد پھوٹ پڑنے کی ان کو امید نہ تھی اور وجہ اس کی آسٹریا کے شہزادے اور اس کی بیوی کا قتل بنا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا جنگ کی آگ میں کود پڑی۔

چہارم: دوسری چین جاپان جنگ

یہ جنگ مارکو پولو برج کے واقعہ کے ساتھ شروع ہوئی بعد میں ایک بھرپور جنگ کی شکل اختیار کر گئی۔ یہ جنگ 1937ء سے لے کر 1945ء تک جاری رہی اس جنگ میں دونوں اطراف سے شہری آبادی میں ہونے والی ہلاکتیں لگ بھگ بیس ملین اور فوجیوں کے اس جنگ میں کام آنے کی تعداد پانچ ملین شمار کی گئی تھی۔ اس طرح کل ہلاکتوں کی تعداد پچیس ملین بنتی ہے۔

پنجم۔ دوسری عالمگیر جنگ

یکم ستمبر 1939ء کو جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ یہ جنگ چھ سال جاری رہی اور 8/مئی 1945ء کو اس کا اختتام ہوا۔ اس جنگ میں لگ بھگ پینتالیس سے ساٹھ ملین لوگوں نے جانیں گنوائیں جس میں ایک اندازے کے مطابق چھ ملین یہودیوں کو جرمن کی نازی پارٹی نے قتل کیا۔ بعض ویب سائٹس پر جانی نقصان کا اندازہ ساٹھ ملین بھی بتایا ہے۔ عالمگیر جنگ عظیم اول اور دوم کا تفصیلی ذکر الگ سے بھی اگلے صفحات میں آئے گا۔

ششم۔ دوسری کانگو جنگ

اس جنگ کو دنیائے افریقہ کی جنگ بھی کہا جاتا ہے اس جنگ میں کانگو، زمباوے، نمبیا، انگولا، چاڈ، سوڈان، راوانڈا، یوگنڈا اور زائرے یعنی 9 ممالک نے حصہ لیا۔ یہ جنگ 1998ء سے شروع ہو کر 2003ء تک جاری رہی تھی۔ اس جنگ میں ہونے والی ہلاکتوں کے علاوہ جنگ کے باعث آنے والے قحط، بیماریوں اور نسل کشُی کے ہاتھوں ہلاکتوں کی تعداد پانچ ملین اور چار لاکھ کے لگ بھگ شمار کی گئی تھی۔

ہفتم

امریکہ کی جنونی نفسیاتی کیفیت اور اس کی شمالی ویتنام، عراق، کویت اور افغانستان پر مسلط کردہ جنگیں۔

الف۔ امریکن ویتنام جنگ

ویتنام کی جنگ کا آغاز اگست 1946ء کو ہوا۔ اس وقت ویتنام کے قریب سمندر میں دو امریکن جنگی جہاز موجود تھے۔ جنگ کا آغاز کرنے کے لئے امریکہ کوئی بہانہ تلاش کر رہا تھا تا وہ جنوبی ویتنام کی حمایت میں شمالی ویتنام کو شکست دے کیونکہ جنوبی ویتنام غیر اشتراکی اور شمالی ویتنام اشتراکی ملک تھا اور دونوں ایک دوسرے سے جنگ لڑ رہے تھے۔ اس جنگ میں جو بمباری وہاں پر کی گئی اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اس جنگ میں ساڑھے آٹھ سال کے عرصے میں دن رات بمباری کی جاتی رہی اور اس کا وزن پچیس لاکھ ٹن بنتا ہے۔

(الفضل آن لائن لندن 10 جنوری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط نمبر2

چھ خونی جنگوں یا بغاوتوں کا ذکر

اول۔ لوشان کی بغاوت: یہ بغاوت چین کے تانگ خاندان کے خلاف 755ء سے لے کر 763ء تک جاری رہی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ملکی آبادی کا دو تہائی حصہ اس بغاوت کے دوران مارا گیا اور ان مرنے والوں کی تعداد چھتیس ملین بتائی جاتی ہے۔

دوم۔ چنگ خاندان: کی منگ خاندان کے اوپر فتح۔ یوں تو چنگ خاندان سے مِنگ خاندان کو جو اقتدار کی منتقلی تھی وہ پر امن طور پر ہو گئی تھی مگر شمال مشرقی علاقہ میں کچھ بغاوت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تھے جو رفتہ رفتہ ایک ہولناک صورت اختیار کر گئے اور اس طرح 1618ء سے لے کر 1683ء تک یعنی پینسٹھ سال تک چلنے والی اس بغاوت میں اندازہ ہے کہ پچیس ملین انسانی جانیں تلف ہوئیں۔

سوم۔ تی پنگ بغاوت: یہ لڑائی چنگ خاندان اور عیسائی ملینارین تی پنگ آسمانی بادشاہت نامی تحریک کے درمیان چودہ سال تک جاری رہی۔ یہ عرصہ 1850ء سے 1864ء پر محیط ہے۔ اس لڑائی میں جانی نقصان کا اندازہ بیس سے تیس ملین لگایا جاتا ہے۔

چہارم۔ دونگان کی بغاوت: یہ لڑائی انیسویں صدی میں لڑی گئی اس کے متحارب گروپوں میں ہانز کے مسلمان اور مشرقی ایشیاء کا ایک نسل پرست گروپ تھا۔ چین میں اس وقت چنگ خاندان کی بادشاہت تھی۔ اس جنگ میں جنگ کے علاوہ قحط اور نقل مکانی کے ہاتھوں اندازہ ہے کہ بیس ملین افراد جان کی بازی ہار گئے۔

پنجم۔ روسی سول وار: 1917ء میں روسی انقلاب کے فوراً بعد یہ جنگ روسی اور مخالف گروپ جو وائٹ آرمی کہلاتا تھا کے درمیان ہوئی اور 1922ء تک جاری رہی۔ اس میں انسانی جانوں کا نقصان آٹھ سے 9 ملین شمار کیا گیا تھا۔

ششم۔ چینی سول وار: یہ سول وار 1927ء سے شروع ہو کر 1950ء قریباً 23/ سال جاری رہی اس میں ایک طرف حکومت کے حمایت یافتہ اور دوسری طرف کامونسٹ پارٹی آف چین تھے۔ اس میں بڑے پیمانے پر قتل عام کیا گیا اور ظلم اور بربریت اور انسانیت سوز مظالم بہت وسیع پیمانے پر دونوں طرف سے ڈھائے گئے۔ اس میں قریباً آٹھ ملین جانی نقصان ہوا۔

صلیبی جنگوں کا احوال

مسلمان ریاستوں میں عیسائیوں کو تمام مراعات حاصل تھیں اور مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ لیکن عیسائیوں کو بیت المقدس میں مسلمانوں کی موجودگی کھٹکتی تھی۔ دسویں صدی عیسوی کے آخر پر عیسائیوں میں یہ خیال عام ہو گیا کہ قیامت قریب ہے۔ اس لئے مسیحی دنیا کے ہزاروں عیسائی دور دراز سے بیت المقدس آنا شروع ہو گئے۔ صلیبی جنگوں کے آغاز کی وجہ وہ اپیل ہے جو شہنشاہ الیکریس نے 1094ء میں پوپ اربن ثانی سے کی تھی۔

سقوطِ بیت المقدس

1099ء میں صلیبی فوجوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا 42 دن کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اُس وقت جو حکومت تھی وہ کئی سلطنتوں میں تقسیم تھی اور مسلمانوں کی متحدہ قوت موجود نہ تھی۔ وہ کئی ہفتوں تک اس مقدس شہر میں مسلمانوں کو قتل کرتے رہے۔ صرف مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔

فرانس کے مشہور مؤرخ میشو نے لکھا کہ تاریخ میں اس اندھے تعصب کی مثال نہیں ملتی۔ عربوں کو اونچے چھتوں اور برجوں سے گرایا جاتا۔ زندہ آگ میں جلایا جاتا۔ مسلمانوں کو جانوروں کی طرح سڑکوں پر گھسیٹا جاتا تھا۔ لاشوں کے انبار تھے جو راستوں پر لگے ہوئے تھے۔ ہیکلِ سلیمانی میں اس قدر خون بہا کہ لاشیں اس میں تیرتی پھرتی تھیں۔ سب لاشیں کٹی پھٹی ہوئی تھیں۔ صلیبی جنگجوؤں نے

بیت المقدس کی فتح اور غارت گری اور قتل عام کے بعد یورپ کو اس طرح سے مبارک باد دی اللہ ہمارے عجز و انکساری سے رام ہو گیا اور ہمارے عجزوانکساری سے آٹھویں روز اس نے بیت المقدس کو دشمنوں سمیت ہمارے حوالے کر دیا، اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ جو وہاں موجود تھے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تو اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی ہیکلِ سلیمانی کے معبد میں داخل ہوئے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔

بیت المقدس کی فتح

سقوط بیت المقدس کے 91 برس بعد 1190ء میں تاریخ نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی بیت المقدس کے باہر اپنی فوجوں سمیت موجود تھا۔ یہ مقام مسلمانوں کے لئے جتنا مقدس ہے اتنا ہی عیسائیوں کے لئے بھی مقدس ہے۔ لہذا سلطان صلاح الدین ایوبی نے عیسایوں کو سب سے پہلے یہ پیشکش کی کہ تم پر امن طور پر شہر میرے حوالے کر دو اور اس کے بدلے میں تم کو اتنا ہی رقبہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں مگر عیسائیوں نے انکار کر دیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ کئی دن کی لڑائی کے بعد عیسائیوں نے صلح کی پیشکش کر دی۔ اس پر طے ہوا کہ ہر مرد دس دینار فدیہ ادا کرے گا عورت پانچ دینار اور فی بچہ دو دینار فدیہ چالیس دن کے اندر ادا کرنا ہو گا۔ جو یہ فدیہ ادا کر دے گا وہ جا سکتا ہے باقی کو جنگی قیدی سمجھا جائے گا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی آج اس حیثیت میں تھا کہ مسلمانوں کے خون کا بدلہ لے سکتا تھا مگر اس نے خالص اسلامی شرافت اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا۔ پھر چالیس روز کے بعد بھی جو لوگ فدیہ نہ دے سکے تو سلطان نے اپنے اُمراء سے کہا کہ صدقہ کے طور پر وہ جتنا فدیہ ادا کر سکتے ہیں صدقہ کریں۔ سلطان نے عیسائی فوجیوں کی بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کیا اور فوج میں ان کے مرتبہ کے مطابق مالی امداد کی اور جن کے شوہر جنگی قیدی تھے ان کو آزاد کر دیا۔

ملک شام میں صلیبی جنگ

1148ء کو لُوئی ہفتم کی سربراہی میں کئی لاکھ فرانسیسی اور جرمن فوجیں ایشیائے کوچک سے ہوتے ہوئے شام پہنچ گئیں۔ یہاں معین الدین انز اور سیف الدین غازی نے ان کا مقابلہ کیا۔ آخر عیسائی

فوجیں واپس جانے کو تیار ہو گئیں۔ لین پول، ایک عیسائی مؤرخ نے 1149ء میں لکھا کہ یہ بہادر سورما جو دوسری صلیبی جنگ لڑنے کے لئے آئے تھے اپنے اپنے مقامات کو واپس جاتے ہوئے نظر آئے۔

عسقلان پر صلیبی فوجوں کا قبضہ

548ھ میں عسقلان پر صلیبی فوجوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد دمشق میں جو حکمران تھا مجیر الدین آبق، وہ برائے نام ہی تھا۔ فرنگی وہاں پر من مانیاں کرتے پھرتے تھے۔ نورالدین زنگی کو عسقلان پر حملہ کرنے میں دمشق راہ میں حائل تھا۔ خطرہ یہ تھا کہ مجیر الدین حملہ کی صورت میں صلیبی فوجوں کے ساتھ مل کر جنگ کرے گا اس لئے نورالدین زنگی نے امیر نجم الدین ایوبی کی مدد سے دمشق کے لوگوں کے دلوں میں جو پہلے سے ہی متنفر تھے اپنے ساتھ ملایا اور اس کے بعد نورالدین زنگی نے دمشق پر چڑھائی کر دی اور اس سے قبل کہ صلیبی، مجیر الدین آبق کی مدد کرتے، دمشق کو فتح کر لیا۔

حارم اور بانیاس کی فتح

حلب کے مغرب میں انطاکیہ کا قلعہ حارم مسلمانوں کے لئے بڑا خطرناک ہو سکتا تھا اس لئے 551ھ کو نورالدین زنگی نے حملہ کر دیا اور فرنگی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور حارم کا آدھا علاقہ دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد نورالدین زنگی واپس حلب چلا گیا۔ جبکہ اس اثنا میں یورپ سے تازہ دم فوجیں آ گئیں اب نورالدین واپس پلٹا اور اس نے بانیاس کا محاصرہ کر لیا۔ 552ھ میں زنگی کو فتح نصیب ہوئی۔ یہاں سے بہت سامالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ اس کے علاوہ دوسری طرف عیسائیوں کی قوت کو اس شکست سے شدید صدمہ لاحق ہوا۔ یہ فتح نورالدین زنگی کی بڑی فتوحات میں شمار ہوتی ہے۔

سپین کی فتح

27/رمضان 92ھ بمطابق 19/جولائی 711ء کی صبح کو طبل جنگ میں ایک طرف راڈرک کی فوج تھی دوسری طرف طارق بن زیاد مسلمانوں کے سپہ سالار تھے۔ راڈرک دو گھوڑوں پر نصب اپنے تخت رواں پر بہت زروجواہر اور موتی اور قیمتی لعل وجواہر سے مرصع ومزین لباس میں متمکن تھا۔ دونوں فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی۔ بادشاہ کی فوج کا ایک بڑا حصہ بادشاہ کے ساتھ خوش نہیں تھا۔ اس طرح ایک لاکھ کی فوج کے مقابلہ پر بارہ ہزار مجاہدین تھے۔ فوج میں شامل گاتھ شہزادے طارق بن زیاد سے

آ ملے اور فوج میں بد دلی پھیل گئی مگر راڈرک نے ان شہزادوں کی بے وفائی کا اثر نہ لیا۔ 27/ رمضان سے 5/ شوال تک جنگ جاری رہی۔ آخری روز طارق بن زیاد خود آگے بڑھ کر سیدھا راڈرک پر حملہ آور ہوا، بادشاہ بھاگ نکلا اور کسی کے ہاتھ نہ آیا البتہ دریا کے کنارے مرصع گھوڑا اور جوتا مل گیا، اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اس جنگ میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے اور عیسائی مقتولین کی تعداد بے شمار تھی۔ عیسائی فوج بھاگ کر مختلف قلعوں میں چلی گئی، اب طارق بن زیاد کو ایک ایک کر کے اُن سارے قلعوں کو فتح کرنا تھا۔

سپین میں مسلمانوں کی گرفت کو مضبوط کرنے کی ضرورت تھی اس کے لئے اشبلیہ کے حکمران معتمد نے یوسف بن تاشفین سے مدد کی درخواست کی۔ سلطان اپنی بیس ہزار فوج کو افریقہ سے لے کر اشبلیہ آ گئے۔ الفانسو کی فوجی طاقت دوسرے قریبی حمایتی ملا کر ساٹھ ہزار تھی۔ معائدہ ہوا کہ جنگ سوموار کے دن ہو گی۔ مگر الفانسو نے معائدہ کے برخلاف جمعہ کے دن حملہ کر دیا۔ مسلمان فوج کو معتمد نے پہلے ہی بتایا تھا کہ الفانسو اپنے قول سے کسی وقت بھی پھر سکتا ہے اس لئے تیار رہنا۔ جنگ شروع ہو گئی یوسف بن تاشفین نے اپنی فوج کا ایک حصہ لے کر لمبا چکر کاٹ کر عیسائی فوج پر عقب سے حملہ کر دیا، اس سے عیسائی فوج کا بہت ہی زیادہ جانی نقصان ہوا، اور الفانسو میدان سے بھاگ نکلا۔ اب یوسف بن تاشفین اگلی پیش قدمی کی تیاری کر رہے تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ ان کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ تاشفین نے تین ہزار فوجی معتمد کی مدد کے لئے چھوڑے اور خود افریقہ روانہ ہو گئے۔ اس طرح مزید علاقے تو قبضہ میں نہ آ سکے مگر مسلمانوں کی حکومت کو اگلے 400 سال تک دوام حاصل ہو گیا۔

فرنگیوں کا مصر پر قبضہ

اہلِ مصر کی بیداری کو یورپین قومیں کسی طور برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ جس طرح فرانس نے تیونس پر قبضہ کیا تھا اسی طرح انگریزوں نے مصر پر قبضہ کا منصوبہ بنایا۔ 1876ء میں برطانیہ نے نہر سویز کی تعمیر کے بعد اس پر قبضہ کے خواب دیکھنے شروع کر دیے، اور اپنے قرضوں کی واپسی کا مطالبہ کیا جو بہت شدید تھا۔ برطانیہ نے مالی ماہرین کو مصر بھیجا ان کی رپورٹ کے مطابق مصر کے مالی حالات بہت مخدوش ہیں اور یورپین امداد کے بغیر اس کے دیوالیہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں ہے۔ اس وقت مصری وزیر توفیق

پاشا انگریزوں کے ساتھ ملا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف وہ ملکی سلامتی کے احکامات بھی جاری کر رہا تھا۔ جب برطانوی بحری بیڑہ مصر پہنچا تو اس نے خود کو انگریزوں کی امان میں دے دیا۔ عرابی پاشا وزیر جنگ اور وزیرِ بحریہ تھے۔ مصری فوجوں کی تعداد 14 ہزار تھی جو انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ انگریزوں نے نہر سویز جو غیر جانبدار علاقہ تھا اس میں سے اپنی فوجیں گزار کر اسماعیلیہ لا کر وہاں سے حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ دوسری طرف اندرونی ساز بازوں پر تھی۔ مزید برآں ایک پروفیسر جو عربی اور ایشیائی زبانوں کا استاد تھا، ایک اخباری نمائندہ کے روپ میں مصر میں داخل کر دیا گیا۔ 31/ستمبر کو انگریزی فوج نے جب رات کو حملہ کیا تو دفاعی مورچوں پر موجود دستوں کو طے شدہ سازش کے تحت پیچھے ہٹا لیا گیا تھا۔ اس طرح حملہ آور فوج نے مصری فوج کو غفلت میں جا لیا اور جب تک وہ سنبھلے بہت قتل و غارت ہو چکی تھی۔ انگریزوں نے عرابی پاشا کو گرفتار کر کے جنگی مقدمہ چلایا اور جنگی مجرم کے طور پر سیلون بھیج دیا۔ اس کے بعد انگریزوں نے مصر پر 72 سال تک راج کیا۔

انطاکیہ کی فتح

سلطان ملک شاہ سلجوقی ابن سلطان الپ ارسلان سلجوقی 437ھ کو پیدا ہوا سلطان نے انطاکیہ کے عیسائی بادشاہ فردوروس کو شکست دے کر انطاکیہ فتح کیا۔ یہ عیسائیوں کا مقدس شہر تھا۔ اس میں سب سے پہلے عیسائی کلیسا کی تشکیل ہوئی تھی لہٰذا یہ عیسائیت کا گہوارہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ یہاں بہت سے عالیشان گرجے موجود تھے۔

شاہ ہنگری کی بدعہدی

سلطان مراد خان نے جب گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنے بیٹے سلطان محمد فاتح کو تخت نشین کیا تو اس کی عمر 14 سال تھی یہ دیکھ کر عیسائی تیاری کرنے لگ گئے کہ اس وقت ایک بچہ حکمران ہے اس لئے بڑا مناسب وقت ہے کہ سلطنت عثمانیہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ شاہ ہنگری نے پوپ کے اس اشارے پر کہ مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے تمام عہد و پیمان کا لحاظ کئے بغیر بلغاریہ (جو سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھی) پر حملہ کر دیا۔ یہ وہ شاہ ہنگری تھا جس نے انجیل پر قسمیں کھائی تھیں اور اس نے دس برس کے لئے صلح کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کی پابندی ایک مذہبی فریضہ کے طور پر کرے

گا۔ اب ان حالات میں سلطان مراد کو گوشہ نشینی چھوڑ کر میدانِ جنگ میں آنا پڑ گیا۔ لہٰذا دونوں فوجیں آمنے سامنے آگئیں اور جنگ شروع ہو گئی۔ دورانِ جنگ مسلمانوں نے شاہ ہنگری کا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کر دیا، لشکر میں کہرام مچ گیا اور عیسائی فوج بھاگ نکلی۔ سلطان مراد نے ایک مرتبہ پھر اپنے بیٹے سلطان محمد فاتح کے حوالہ تخت کیا اور گوشہ نشین ہو گیا مگر ایک بار پھر ہنگری کے ایک جرنیل ہونیار نے کئی مغربی امراء کو ساتھ ملا کر علم بغاوت بلند کر دیا، سلطان مراد کو پھر ایک دفعہ میدان جنگ میں اترنا پڑ گیا۔ تین دن زبردست جنگ ہوتی رہی چوتھے روز جنرل ہونیار میدان چھوڑ کر فرار ہو گیا اور جنگ ختم ہو گئی۔

قسطنطنیہ کی فتح

سلطان محمد فاتح کے دامن میں بہت سی فتوحات ہیں مگر ان سب میں خاص طور قابلِ ذکر قسطنطنیہ کی فتح ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، تم ضرور قسطنطنیہ فتح کرو گے، وہ فاتح بھی خوب ہے اور اس کا امیر بھی خوب ہے۔ اور یہ سعادت سلطان محمد فاتح کے حصہ آئی۔ محاصرہ قسطنطنیہ 19/اپریل 1453ء کو شروع ہوا۔ مسلمان فوج نے قلعہ کی دیوار میں شگاف ڈالا اور قلعہ میں داخلہ کا راستہ بنانے میں کامیاب ہو گئے اس وقت سلطان محمد فاتح اپنے تازہ دم دستہ کے ساتھ حملہ آور ہوا اور قیصر کی فوج اس اچانک حملہ کا مقابلہ نہ کر سکی اور قلعہ فتح ہو گیا۔ سلطان جب سینٹ صوفیہ کے گرجا کے سامنے پہنچا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اور اس گرجا میں داخل ہوا جس میں پچھلے 1100 سال سے تین خداؤں کی عبادت ہو رہی تھی، سلطان نے حکم دیا کہ ایک خدا کی واحدانیت کا اعلان کیا جائے اور نماز کی تیاری اور اذان دینے کا حکم دیا اور اس گرجا کو مسجد ایا صوفیہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس فتح کے وقت سلطان محمد فاتح کی عمر 26 (چھبیس) سال تھی اور وہ اس فتح کے موقع پر تین سال بڑا تھا اسکندر اعظم سے جب سکندر نے کرانیکولس فتح کیا تھا۔ اسی طرح سلطان تین سال چھوٹا تھا نپولین بوناپارٹ سے جب نپولین نے معرکہ لودی میں کامیابی حاصل کی تھی۔

بوسنیا کی فتح

1484ء میں عیسائی حکومتیں مل کر ترکوں کے مقابل پر آئیں، سلطان محمد فاتح ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ اور دو سو بحری جنگی جہازوں کے ساتھ سلطنت عثمانیہ کے دفاع کے لئے نکلا۔ اُس نے سربیا کے

تمام مقبوضات فتح کر لئے ماسوائے ایک شہر بلغراد کے۔ 1461ء میں شاہ بوسنیا نے پوپ کو ترکوں کے خطرے سے آگاہ کیا اور اس پر پاپائے روم نے شاہ بوسنیا کی مدد کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ شاہ بوسنیا نے مسلمانوں کو خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اس صورتحال کے پیش نظر سلطان محمد فاتح نے فوری طور پر بوسنیا پر حملہ کر دیا اور بوسنیا فتح کر لیا۔ سلطان نے شاہ راڈرک کو اس کی بغاوت کی سزا میں پہاڑی سے گرا کر مار دینے کا حکم دیا۔ یہ پہاڑی راڈرک کے نام سے جانی جاتی ہے۔ بوسنیا کی فتح اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہاں کے سرداروں نے دیگر بلقانی سرداروں کے برعکس اسلام میں دلچسپی لی اور اسلام قبول کیا۔ حکومت نے ان کو بک کا خطاب دے کر ان کے علاقوں کا حکمران بنا دیا۔ سلطان محمد فاتح نے بوسنیا کے بعد ہرزیگوینیا اور البانیہ کو بھی فتح کیا۔

مسلمان افواج اٹلی کے دروازے تک

سلطان محمد فاتح نے 1480ء میں ٹارنٹو کو فتح کیا، اس شہر کی اپنی اہمیت اس طرح سے ہے کہ یہ اپنے محلِ وقوع کے لحاظ سے اٹلی کا دروازہ ہے۔ 1510ء کو جب سلطان محمد فاتح اٹلی پر حملہ کی تیاریاں مکمل کر چکا تھا، اس نے داعی اجل کے بلاوے پر لبیک کہا اور دار فانی سے رخصت ہو گیا۔ اس کی وفات پر جہاں عالم اسلام سوگوار تھا وہیں یورپ میں بہت جشن منایا گیا۔

شام کی شکست

گیارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں مسیحی دنیا کے کئی عیسائی لشکر شام میں داخل ہو گئے۔ وہاں اس وقت کوئی طاقتور اسلامی حکومت موجود نہ تھی اور اس طرح شام پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

اسلام سے قبل کی جنگوں کا احوال

ذیل میں چند حوالہ جات دیے جا رہے ہیں جو اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں کہ قبل از اسلام جو قوانین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جاری تھے اور جو رحمۃ اللعالمین آنحضرت ﷺ نے جاری فرمائے ان دونوں کا موازنہ ہو سکے۔

شریعت موسوی اور شریعت محمدی کا قانون جہاد

تورات میں آتا ہے کہ جب تو اپنے دشمن کے گھر میں گھسے تو تُو تمام بالغ مردوں کو قتل کردے اور عورتوں کو اور بچوں کو قید کرلے، بلکہ بعض حالات میں تو یہاں تک حکم ہے کہ ان کے جانوروں بھی ذبح کردیئے جائیں۔یعنی اس حد تک تشدد کی تعلیم دی گئی ہے۔

اس کے مقابل اسلام نے منصفانہ تعلیم دی ہے جو شخص تمہارے خلاف تلوار نہیں اٹھاتا تم بھی اس سے مت لڑو۔ اسی طرح کسی عورت پر وار کرنے سے منع فرمایا ہے ماسوائے انتہائی اہم استثنائی صورتحال کے، خواہ وہ عورت جنگ میں تمہارے خلاف شامل ہی کیوں نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو ہدایت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کرو اور بددیانتی نہ کرو۔ دھوکہ بازی سے کام نہ لو اور کسی دشمن کے اعضاء نہ کاٹو اور نہ کسی نابالغ کو قتل کرو، نہ کسی بوڑھے کمزور کو قتل کرو، نہ چھوٹے بچوں کو نہ کسی عورت کو قتل کرو۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ جب جنگ کے لئے جاتے تو وہاں پہنچ کر ٹھہر جاتے تا دشمن کو خبر ہو جائے اور رات کو حملہ نہ کرتے بلکہ اگلے دن صبح کو اگر دشمن کی طرف سے اذان کی آواز آجاتی تو حملہ نہ کرتے اور اگر اذان کی آواز نہ آتی تو صبح دم حملہ کرتے تھے۔ اسی طرح اسلام میں حکم ہے کہ جب دشمن ہتھیار ڈال دے تو جنگ بند کردو اور جب دشمن صلح کے لئے اعلان یا درخواست کردے تو بھی جنگ بند کردو۔ اسلام نے جنگوں کے آداب و اخلاق عطا کئے۔

جنگوں کے بارے میں اسلامی اخلاق کا ذکر

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو رہتی دنیا تک ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

1۔جنگ صرف دفاعی جائز ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ آیت 191 تا 192 میں ارشاد فرمایا، و قاتلوا فی سبیل اللہ ...... ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور دورانِ قتال انہیں قتل کرو جہاں کہیں بھی تم انہیں پاؤ اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے اور ان سے مسجدِ حرام کے پاس قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔ پس اگر وہ تم سے قتال

کریں تو پھر تم ان کو قتل کرو۔ کافروں کی ایسی ہی جزا ہوتی ہے۔ اسی طرح پھر سورۃ الحج آیت 40 میں فرمایا، ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

2۔ جنگ کا مقصد مذہبی آزادی کا قیام ہے

اس سلسلہ میں سورۃ البقرۃ آیت 194 میں ارشادِ خداوندی ہے، ”اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اختیار کرنا) اللہ کی خاطر ہو جائے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو (زیادتی کرنے والے) ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔“

3۔ جنگ میں کسی قسم کی زیادتی جائز نہیں

اس کی بابت قرآنِ کریم کی سورۃ البقرۃ آیت 191 اور سورۃ النحل آیت 127 میں فرمایا گیا ہے ترجمہ: اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہے۔

4۔ جنگ میں معاہدات کی پابندی لازمی ہے

اس سلسلہ میں سورۃ توبہ کی آیت 4 میں ارشاد فرمایا سوائے مشرکین میں سے ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے تم سے کوئی عہد شکنی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی اور کی مدد بھی نہیں کی۔ پس تم ان کے ساتھ معاہدہ کو طے کردہ مدت تک پورا کرو۔ یقیناً اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ جنگ میں دشمن سے بھی انصاف کرنا ضروری ہے

اس سلسلہ میں سورۃ المائدہ آیت 9 میں حکم دیا گیا کہ ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے رہو انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقینا اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

6۔اسی طرح اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر دشمن صلح پر مائل ہے تو صلح کر لینی چاہیے

سورۃ الانفال آیت 62 میں ارشاد فرمایا گیا ہے، ”اور اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو تُو بھی ان کے لئے جھک جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔“

7۔ صلح کی بابت حکم ہے کہ ڈر کر صلح نہیں کرنی

اس سلسلہ میں سورۃ محمد ﷺ کی آیت 36 میں ارشاد فرمایا گیا۔

”پس کمزوری نہ دکھاؤ کہ صلح کی طرف بلانے لگو جبکہ تم غالب آنے والے ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہیں تمہارے اعمال (کا بدلہ) کم نہیں دے گا۔“

8۔ دو قوموں کی جنگ روکنے کی مشترکہ مساعی کی ہدایت

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات آیت 10 میں ارشاد فرمایا: اور اگر مومنین میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کراؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

9۔ جنگی قیدی کس صورت میں بن سکتے ہیں

اسلام نوع انسان کو مکمل آزاد دیکھنا چاہتا ہے اس لئے نہ صرف یہ کہ جنگی قیدیوں کی آزادی کے بہت سے آسان سے آسان تر طریق بیان کر دیئے بلکہ یہ بھی کھول کر بیان فرمایا کہ یہ کسی طور جائز نہیں کہ کوئی ایک طاقتور گروہ اُٹھے اور کمزوروں کو اپنا قیدی یا غلام بنا لے۔ اس بابت حکم سورۃ الانفال آیت 68 میں نازل ہوا، فرمایا گیا۔ ”کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کے بغیر قیدی بنائے۔ تم دنیا کی متاع چاہتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ آخرت پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔“

10۔ حسب استطاعت جنگ کی تیاری رکھنے کا حکم اور اس کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال آیت 61 میں ارشاد فرمایا اور جہاں تک تمہیں توفیق ہو ان کے لئے تیاری رکھو، کچھ قوت جمع کر کے اور کچھ سرحدوں پر گھوڑے باندھ کر۔ اس سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن اور ان کے علاوہ دوسروں کو بھی مرعوب کروگے۔ تم انہیں نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے تمہیں بھرپور طور پر واپس کیا جائے گا اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

11۔ ملکی سرحدوں پر چھاؤنیاں بنانے کی ہدایت

اس بابت سورۃ آلِ عمران کی آخری آیت میں ارشاد خداوندی ہے ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور سرحدوں کی حفاظت پر مستعد رہو (مطلب یہ کہ کبھی بھی دشمن کے حملوں سے بے خوف نہ رہو) اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

12۔ مقابلہ پوری شدت اور دلیری سے کرنا چاہئے

سورۃ الانفال کی آیت 58 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس اگر تو لڑائی میں متصادم ہو تو (ان کے حشر سے) ان کے پچھلوں کو بھی تتر بتر کر دے تاکہ شاید وہ نصیحت پکڑیں۔ اور پھر سورۃ الانفال کی ہی آیت 16 اور 17 میں فرمایا کہ ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب ان کے کسی بھاری لشکر سے جنہوں نے کفر کیا تمہاری مڈ بھیڑ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دکھاؤ۔ اور جو اس دن انہیں پیٹھ دکھائے گا، سوائے اس کے کہ کوئی جنگی چال کے طور پر پہلو بدل رہا ہو یا (اپنے ہی) کسی گروہ سے ملنے کی کوشش کر رہا ہو، تو یقیناً وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

13۔ اللہ کی راہ میں قتال کرنے اور شہید ہونے والوں کا مقام

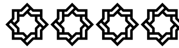
اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ آیت 155 میں ارشاد فرمایا، اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اسی طرح سورۃ آلِ عمران کی آیت 170 اور 171 آیت میں یہ فرمایا، وَلَا تحسبن الذین ...... اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مردے گمان نہ کر بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں رزق عطا کیا جارہا ہے۔

بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ اُن پر بھی کوئی خوف نہیں ہو گا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

14۔ دشمن کے ساتھ ہولناک جنگیں اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مشکلات کا حل

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران کے اختتام پر صبر کی تعلیم کے علاوہ یہ تعلیم دی تھی کہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین بھی کرتے رہو اور اپنی سرحدوں کی بھی حفاظت کرو۔ سورۃ آلِ عمران کے بعد سورۃ النساء ہے، جس میں دشمن کے ساتھ ہولناک جنگوں کا ذکر ہے۔ جس کے نتیجہ میں کثرت سے عورتیں بیوہ اور بچے یتیم رہ جائیں گے۔ لہٰذا اپنے معاشرہ میں جنگوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مشکلات اور ایک بہت بڑی تعداد شہداء کی بیواؤں اور اُن کے یتیم بچوں کی صورت میں اُس وقت ایک غیر متوقع طور سامنے موجود ہو گی جس کا احسن طور پر حل نکالنا ازبس ضروری ہو جائے گا۔ دنیا کے مختلف مذاہب ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کو ممنوع اور معیوب سمجھتے ہیں جبکہ اسلام نے اُن بیواؤں اور یتیم بچوں کے حقوق کے تعلق میں اس کا ایک حل مردوں کے لئے دو دو، تین تین اور چار چار شادیاں کرنے کی صورت میں پیش فرمایا گیا ہے اور اس میں ایک بہت ضروری اور لازمی شرط یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی دو یا تین یا چار بیویوں کے درمیان ایک احسن انصاف پر قائم رہ سکے۔ اگر انصاف پر قائم نہیں رہ سکتا تو صرف ایک شادی پر ہی اکتفا کرنی ہو گی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 جنوری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط 3

8۔ جنگ عظیم اول

جون 1914ء کو صوبہ بوسنیا کے شہر ساراجیوو میں ایک دہشت گرد گروپ نے آرچ ڈیوک اورآسٹرین ولی عہد فرانز فرڈیننڈ اور ان کی اہلیہ کو قتل کر دیا جب وہ ایک سرکاری دورے پر تھے۔ 23/ جولائی کو جرمن آشیر باد کے ساتھ آسٹریا اور ہنگری نے سربیا کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا۔ 30/ جولائی کو روس نے سربیا کی حمایت کا اعلان کر دیا، اس کے ساتھ ہی جرمنی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور اس کے ساتھ ہی فرانس بھی جنگ میں کود پڑا۔ 2/ اگست کو جرمنی نے بیلجیئم کو حکم دیا کہ وہ جرمن فوجوں کو راستہ اپنے ملک میں سے گزرنے کا دے جس کو بیلجیئم نے رد کر دیا۔ 3/ اگست کو جرمنی نے فرانس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی جرمنی نے بیلجیئم پر حملہ کر دیا، اس وقت ترکی اور اٹلی نے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا۔

برطانیہ نے جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ دوسری طرف امریکہ نے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کیا۔ 7/ اگست جرمنی نے بیلجیئم کے قلعہ لیج پر قبضہ کر لیا۔ 12/ اگست کو روس نے EAST PRUSSIA پر حملہ کر دیا۔ اگست 1914ء میں یونان نے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا جبکہ اس وقت تک قریباً تمام محاذوں پر جنگ چھڑ چکی تھی۔ 10/ اکتوبر کو جرمنی نے بیلجیئم کے شہر آنتورپ کو فتح کر لیا۔ یکم نومبر کو ترکی نے اعلانِ جنگ کر دیا۔ اگلے دن روس اور سربیا نے ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ 5/ نومبر کو برطانیہ اور فرانس نے بھی ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ 11/ نومبر کو سلطنت عثمانیہ کے سلطان نے بطور خلیفہ برطانیہ اور فرانس کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ 2/ جنوری 1915ء روس نے برطانیہ کو مشورہ دیا کہ وہ ترکی کو الجھائے۔ 3/ فروری 1915ء ترکی کی افواج نہر سویز کو عبور کرنے میں ناکام ہو گئیں۔ مارچ 1915ء میں اتحادی فوجوں نے ترکی کی آبنائے داردانیل کے بیرون

پر بمباری شروع کر دی۔ اینگلو فرانس بحریہ نے ترکی کے شانک پر جو ایشائی سمت میں واقع ہے حملہ کیا اور اپنے تین بحری جنگی جہازوں کے تباہ ہونے بعد پسپائی اختیار کرلی۔ 22/مارچ روس نے پولینڈ کے شہر پر فتح حاصل کی اور ایک لاکھ قیدی ہاتھ آئے۔ 22/اپریل کو جرمنی نے پہلی مرتبہ زہریلی گیس کا استعمال کیا مغربی محاذ پر۔ 25/اپریل کو اتحادی فوجوں نے گلیلی پولی پر حملہ کا آغاز کر دیا۔ 10/اگست 1915ء کو ترکی نے جوابی کاروائی میں برطانیہ اور نیوزی لینڈ کی فوجوں کو گلیلی پولی سے نکال باہر کیا۔ 23/مئی 1915ء کو اٹلی کی حکومت نے آسٹریا اور ہنگری کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ مئی کو برطانیہ اور فرانس نے اپنی ایمونیشن / اسلحہ سے متعلق وزارتوں کو مدغم کرنے کا فیصلہ کیا تا اسلحہ کی مختلف محاذوں پر نئی نئی ضرورتوں کو احسن طور پر پورا کیا جائے۔ جولائی 1915ء کو روس نے آسٹریا اور ہنگری کے علاقہ گالیشیا سے پسپائی اختیار کرلی۔ 7/اگست 1915ء زارِ روس نے روسی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ 19/ستمبر 1915ء کو جرمنی نے ویلنس شہر پر قبضہ کر لیا اور اس طرح سے جرمنی کو پولینڈ اور لیتھوینیا پر مکمل قبضہ حاصل ہو گیا۔ 25/ستمبر 1915ء کو جنگِ لُوس میں برطانوی فوجوں نے پہلی مرتبہ کیمیائی گیس کا استعمال پیدل فوج کے حملہ سے قبل کیا مگر اس گیس کا درمیانی اور بائیں جانب کا حصہ ناکام رہا اور ہوا کے ساتھ واپس برطانوی مورچوں کی طرف ہی آگیا۔ 27/ستمبر کو یونان کے بادشاہ کانسٹنٹائن نے مقدونیہ کے علاقہ سالونیکا میں اتحادی فوجوں کی آمد کی حمایت کر دی۔ 5/اکتوبر 1915ء کو جرمنی اور آسٹریا نے سربیا پر مشترکہ حملہ کر دیا۔ دوسری طرف فرانس اور برطانیہ کی فوجیں سالونیکا میں اتر گئیں۔ 9/اکتوبر کو سربیا کے شہر بلغراد پر جرمن آسٹرین فوج نے قبضہ کر لیا اور آسٹریا نے اس کے بعد مونٹی نیگرو پر دھاوا بول دیا۔ اکتوبر بلغاریہ کی فوجیں سربیا میں داخل ہو گئیں۔ 27/جنوری 1916ء برطانیہ نے قانون بنایا کہ 18 سے 41 سال کے درمیان مردوں پر فوج میں بھرتی لازمی ہو گی۔ 25/مئی 1916ء میسوپوتامیہ میں برطانوی اور ہندوستانی فوجی جنگی قیدی بنا لئے گئے جبکہ 3000 غیر فوجیوں کو قید کر لیا گیا۔ جون 1916ء شریف حسین نے مدینہ میں بغاوت کر دی اور ارض حجاز کی آزادی کا مطالبہ کر دیا۔ 27/اگست 1916ء رومانیہ نے آسٹریا اور ہنگری کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ 6/ستمبر کو رومانیہ نے ٹرانسلوینیا کا مکمل قبضہ

حاصل کر لیا۔ 15/ستمبر برطانوی فوجوں نے پہلی مرتبہ، سوم، کی جنگ میں ٹینک کا استعمال کیا۔ جنگِ سوم 25/نومبر 1916ء کو ختم ہو گئی۔

اکتوبر 1916ء جرمن نے ٹرانسلوینیا اور دوبروجا کو فتح کر لیا۔ 11/اکتوبر 1916ء کو اتحادی فوجوں نے یونان کی فوج کو غیر مسلح کر دیا جس پر ایتھنز میں مظاہرے کئے گئے۔ یکم فروری 1917ء جرمن نے آبدوزوں کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا۔ 20/فروری کو ارض حجاز میں حجاز ریلوے پر پہلا حملہ باغیوں کی طرف سے ہوا۔ 11/مارچ 1917ء کو جنرل ماؤدنے بغداد کو فتح کر لیا۔ 12/مارچ انقلاب روس کا آغاز ہو گیا۔ 15/مارچ 1917ء زارِ روس نے خود کو معزول کر لیا۔ 6/اپریل 1917ء امریکہ نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ اپریل 1917ء کو لینن پیٹروگراڈ میں پہنچ گیا۔ 12/جون 1917ء یونان کے بادشاہ کانسٹنٹائن نے خود کو معزول کر لیا اور اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھا دیا۔ جبکہ اتحادی فوجیں یونان کے شہر پیراؤس میں داخل ہو گئیں۔ 31/اکتوبر اٹالین فوجوں نے فلسطین میں غزہ کی تیسری جنگ کا آغاز کر دیا۔ 6/نومبر 1917ء کو کینیڈا نے پاسکاندیل پر قبضہ کر لیا (برطانیہ کے زیر اثر مملکت ہونے کے ناطے برطانوی اعلان جنگ کینیڈا پر از خود اطلاق پاتا تھا)۔ 7/نومبر کو فوجی بغاوت کے ذریعے جسے انقلابِ اکتوبر بھی کہا جاتا ہے۔ عارضی حکومت کو معزول کر دیا گیا اور سویت نے روس کا انصرام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ روس کا جنگی معاہدہ جو فرانس اور برطانیہ کے ساتھ تھا اس کو ختم کر دیا گیا۔ روس کا جہاں تک تعلق ہے ان سب امور کا مطلب تھا جنگ کا خاتمہ۔ 8/نومبر کو لینن نے امن کی تجویز پیش کی جس میں کہا گیا کہ نہ تو تاوان دیا جائے گا اور نہ ہی کسی علاقہ پر تسلط دیا جائے گا۔ 16/نومبر 1917ء جنرل ایڈمینڈ ایلن بائے، ایک برطانوی جرنیل نے یروشلم کی طرف پیش قدمی جاری رکھی دسمبر 1917ء کو یروشلم کو فتح کر لیا۔ 10/دسمبر 1917ء کو رومانیہ اور سنٹرل کمان میں جنگ بندی ہو گئی۔ دسمبر کو روس اور سنٹرل کمان میں جنگ بندی طے پا گئی۔ 9/فروری 1918ء جرمنی اور یوکرائین کے مابین الگ ایک امن معاہدہ طے پا گیا۔ 19/فروری 1918ء جرمن فوجوں نے پیٹروگراڈ کے اندر 80 کلومیٹر تک پیش قدمی کی۔ 3/مارچ 1918ء روس جنگ سے دستبردار ہو گیا۔ جنرل ایلن بائے نے فلسطین میں جنگ المجید وجیت لی۔ 20/ستمبر 1918ء رائل ایئر فورس کے جہازوں نے وادیٔ فارا میں ترک سیونتھ آرمی کو تباہ کر دیا۔ 23/ستمبر

1918ء کو برطانوی فوج نے آکرے اور حیفہ پر قبضہ کر لیا۔ یکم اکتوبر جنرل ایلن بائے اور لارنس دونوں بیک وقت دمشق میں پہنچ گئے۔ اکتوبر 1918ء کو اتحادی فوجوں نے اٹلی کے شہر وتوریو وانیتو میں جنگ جیت لی اور اس کے بعد ان کی پیش قدمی کی وجہ سے چیکوسلاویکیہ سربیا کروشیا اور پولینڈ کی فوجوں نے بھاری تعداد میں راہِ فرار اختیار کی۔ 30/اکتوبر 1918ء کو برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ کے درمیان جنگ بندی معاہدہ ہو گیا اور سلطنت عثمانیہ عالمی جنگ سے باہر ہو گئی۔ 3/نومبر آسٹریا اور ہنگری نے جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا۔ قیصر ویلہلم دوم نے خود کو معزول کر لیا۔ نومبر 1918ء اتحادیوں اور جرمنی کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا۔ 18/مارچ 1918ء سلطنت عثمانیہ کی شاہی عثمانیہ پارلیمنٹ کا آخری اجلاس منعقد ہوا۔ جبکہ 23/اپریل کو کمال اتاترک کی حکومت بحال ہو گئی 25/اپریل 1918ء لیگ آف نیشنز نے میسوپوتامیہ اور فلسطین کے لئے اکثریت رائے سے ان کو برطانوی انتظام کے تحت دے دیا۔

جنگ عظیم اول میں قیصر ویلہلم (1859ء سے 1941ء) کا کردار

یہ تیسرا جرمن بادشاہ تھا اس نے برطانوی بحریہ کو خوف زدہ کرنے کے لئے جرمن بحریہ کو وسعت دی اس نے بہت نفرت آمیز طریق سے جرمنی کی فوقیت اور حب الوطنی کا پرچار کیا جس کی وجہ سے وہ ایک ناپسندیدہ شخصیت بن گیا اس نے یورپ میں اسلحہ کی دوڑ کا آغاز کیا وہ پہلی جنگ عظیم کے لئے براہ راست ذمہ دار تھا اور دوسری جنگ عظیم کے لئے بالواسطہ ذمہ دار تھا۔

(مندرجہ بالا مواد بشکریہ کتاب ورلڈ وار ون)

جنگ عظیم اول میں یہودیوں کا کردار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سورۃ بنی اسرائیل (کی آیت 61 صفحہ 358) کی تفسیر میں فرمایا......

چنانچہ دیکھ لو کہ گزشتہ جنگ عظیم (اول) بھی یہود کی دخل اندازی کی وجہ سے ہوئی تھی اور موجودہ جنگ (عظیم دوم) بھی انہی کی وجہ سے ہے۔ پہلی جنگ میں یہود نے منظم طور پر جرمنی کے خلاف کام کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب جرمنوں نے یہود پر ظلم کرنا شروع کیا اور بدلہ لیا، انہوں نے پھر ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا اور موجودہ جنگ شروع ہوئی۔ روس کے انقلاب میں بھی کہ وہ اس عذاب کا ایک حصہ ہے یہود کا سب سے بڑا دخل ہے اور روس کے کئی بڑے بڑے لیڈر یہودی النسل ہیں۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے بعض اخبارات نے یہود کی بعض تحریرات شائع کی تھیں کہ یہود سازش کر رہے ہیں کہ ایک بڑی جنگ کرا کے

فلسطین واپس لینے کے سامان پیدا کریں۔ آئندہ واقعات نے اس کی تصدیق کر دی مگر جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے یہود کا فلسطین میں آنا عارضی ہو گا ان کو یہ ملک دائمی طور پر نہیں مل سکتا کیونکہ دائمی طور پر تو یہ ملک مسلمانوں کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 358)

9۔ جنگ عظیم دوم

جنگ عظیم دوم کے اسباب کے ذیل میں کتاب ''ورلڈ وار ٹو'' کا مصنف لکھتا ہے کہ پس جب 28/جون 1919ء کو توپوں کی گھن گرج میں جنگ بندی کے معاہدہ کا اعلان کیا گیا تو اس وقت جہاں جنگ عظیم اول کو دفن کیا جا رہا تھا عین اسی وقت جنگ عظیم دوم کا بیج بو دیا گیا تھا۔۔ جنگ عظیم دوم کا فوری سبب جو چیز بنی وہ معاہدہ ورسیلز تھا...... کیونکہ اس معاہدہ میں 11/نومبر 1918ء میں طے پانے والی جنگ بندی کے معاہدہ کو اتحادیوں نے سبوتاژ کر دیا تھا، اور اس وجہ سے جو توہین آمیز سلوک جرمنی کے ساتھ روا رکھا گیا اس نے آگے چل کر ہٹلر کو پورے جرمنی کو اپنا ہمنوا بنانے اور ایک جنگجو قوم میں تبدیل کرنے کا جواز مہیا کر دیا تھا، اس طرح جب جب ہٹلر نے ورسیلز معاہدہ کی خلاف ورزیاں کیں وہ جرمن قوم کی نظر میں حق بجانب تھا۔

اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ نے فرمایا: جنگ عظیم اول ہوئی تو عالمی طاقتوں نے یہ غور کیا کہ جرمنی کے متعلق ایسی کاروائیاں کرنی چاہئیں کہ وہ پھر کبھی اٹھ ہی نہ سکے اور اس کو پھر کبھی یہ خیال نہ آسکے کہ میں بھی دنیا میں کوئی کردار ادا کر سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بہت سے اقدامات کئے ان میں سے ایک اقدام یہ بھی تھا کہ ان پر پابندی لگ گئی کہ غالباً ایک لاکھ یا اس کے لگ بھگ سے زیادہ فوج نہیں رکھ سکتا اور اس طرح وہ مطمئن ہو گئے کہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ جرمنی سے کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ ادھر جرمنی میں ہٹلر کے ایک جرنیل نے یہ مشورہ ہٹلر کو دیا کہ ایک لاکھ فوجی بھرتی کرنے کی بجائے ایک لاکھ افسروں کو ٹرینڈ کرتے ہیں اور اس طرح ہر ایک سپاہی نہیں بلکہ ایک انسٹرکٹر ہو گا۔ دوسری ترکیب یہ ہوئی کہ وقتاً فوقتاً مثلاً دس ہزار افسروں کو فارغ کر دیا جائے گا اور ان کی جگہ دس ہزار اور افسروں کو بھرتی کر کے ٹرینڈ کیا جائے گا اور فارغ کئے جانے والے افسر تعلیمی اداروں میں طلبا کو ٹرینڈ کریں گے۔ یورپ میں سب سے پہلے اس سکیم کو چرچل نے بھانپ لیا اور اس نے ان الفاظ میں توجہ دلائی کہ میں خطرے کی

گھنٹی تو بجا رہا ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ میں بھی بہت لیٹ ہو چکا ہوں۔ کیونکہ اس وقت تک جرمنی ایک فوجی طاقت بن چکا تھا۔ اب غور یہ کرنا تھا کہ جو کچھ نقصان ہو چکا ہے اس کی تلافی کیسے کی جائے۔

(ماخوذ از مشعل راہ جلد سوم صفحہ 286-287)

مصنف، ورلڈ وار ٹو، لکھتا ہے کہ اکتوبر 1918ء میں جرمنی کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اتحادیوں کے وہ 14 نکات کو قبول کرلے جو صدر ولسن نے اپنی تقریر میں بیان کئے تھے۔ جرمن کو دبا دینے والی ان کوششوں کی بابت مختلف انصاف پسند دانشوروں نے آواز اٹھائی، اٹلی کے وزیر اعظم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جرمن کو ایسا ایک موقع بھی نہ دیا گیا کہ اس کو سنا جائے جبکہ چرچ کے پرانے قانون کے مطابق یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کو سنا جائے گا، یہاں تک کہ شیطان کو بھی۔

Etiam diabulus ailuster

سر ونسٹن چرچل نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا، ہم اپنے زبردستی اور جبر کے تمام ذرائع کو بھرپور طور پر استعمال کر رہے ہیں...... جرمنی اس وقت قحط کے دہانے پر کھڑا ہے....... سب سے پہلے یہ کہ ان کو بنیادی خوراک میسر نہیں ہے، دوسرے جرمن جن حالات میں سے گزر رہے ہیں، جرمنی کے سارے کے سارے قومی اور معاشرتی ڈھانچے کو اس فاقہ مستی اور غیر صحت مندانہ خوراک کی وجہ سے شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ایک اور مفکر کینیز نے لکھا، اور پھر شروع ہوا چرب زبانی کے ساتھ ساتھ معاہدہ کی بال کی کھال اتارنے کا مرحلہ اور ان تانوں بانوں کی مدد سے وہ کپڑا تیار کیا گیا جس کی مدد سے آخر کار اس معاہدہ کی ساری تحریر کو انتہائی غیر مخلصانہ اور بے رحم جامہ پہنا دیا گیا۔ اس وقت پیرس کی تمام جادوگر زبانوں پر یہ الفاظ رکھ دیئے گئے تھے

Fair is foul, and foul is fair,

Hover in the fog and filthy air.

یعنی جو درست نظر آ رہا ہے وہ ضروری نہیں کہ درست ہی ہو وہ غلط بھی ہو سکتا ہے اور جو کچھ آپ کو نظر آ رہا ہے وہ آپ کی نظر کا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے (یہ مکالمہ میکبتھ اور جادوگرنیوں کے مابین ہوا تھا) اسی طرح 25/مارچ 1919ء کو للائیڈ جارج نے ایک خط میں لکھا ہو سکتا ہے کہ آپ جرمن فوج کی قوت بازو کو کم کرتے کرتے محض ایک پولیس فورس بنا دو اور اس کی بحریہ کو ایک کمزور ترین بحریہ لیکن

جب اس کو اس بات کا احساس ہو گا کہ اس کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کیا گیا ہے تو لا محالہ وہ فاتح قوموں سے اس کے انتقام کے لئے راہ ڈھونڈ نکالے گا...... فتح کے موقع پر کی گئی ناانصافیاں، تکبر اور نخوت کو کبھی بھی مفتوح کی طرف سے نہ معاف کیا جاتا ہے نہ ہی بھلایا جاسکتا ہے۔

اکتوبر 1923ء میں فرانس نے ایک تحریک کی پشت پناہی شروع کی جس کا مقصد ایک آزاد کیتھولک سلطنت کا قیام تھا، اس تحریک میں سے اڈولف ہٹلر بر آمد ہوا۔ ہٹلر نے جنگ عظیم اول میں لانس کارپورل کے طور پر حصہ لیا تھا۔ جنگ بندی کے معاہدہ کے بعد اس نے ایک پانچ افراد پر مشتمل ایک جرمن لیبر پارٹی کے نام سے سیاسی جماعت بنائی جس کا وہ سربراہ تھا۔ بعد میں اس کا نام نیشنل سوشل جرمن لیبر پارٹی رکھ دیا گیا 9/ نومبر 1923ء کو قریباً تیس ہزار افراد نے ایک جلوس نکالا جس کو منتشر کر دیا گیا اور ہٹلر کو گرفتار کر کے قلعہ لینڈز برگ میں پانچ سال کے لئے قید کر دیا گیا اس قید کے دوران ہٹلر نے ایک کتاب لکھی۔ جرمنی پر ہونے والی ناانصافیوں اور اس کو دیوار سے لگا دینے کی تمام کوششوں کے جواب میں اب ایک نئے جرمنی نے جنم لینا شروع کر دیا تھا نیشنلسٹ سوشل پارٹی نازی نے 1930ء میں دوسری بڑی پارٹی کی حیثیت اختیار کر لی تھی اور 1933ء میں ہٹلر جرمنی کا چانسلر بن گیا 1933ء میں جرمنی اور پولینڈ کے درمیان شدید مخاصمت چل رہی تھی جرمنی پولینڈ سے 'کاریڈور' یعنی ایک گزر گاہ کا مطالبہ کر رہا تھا اور اس کے علاوہ دانزنگ شہر بھی واپس مانگ رہا تھا جرمنی نے 1934ء میں پولینڈ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ تمام معاملات مذاکرات کے ذریعے سے ہوں گے اور اگلے دس سال تک کسی بھی جھگڑے کو جنگ سے نہیں مذاکرات سے حل کیا جائے گا۔ 16/ مارچ 1935ء میں ہٹلر نے اعلان کیا جس میں اس نے فوج میں بھرتی ہونا ہر ایک پر لازم قرار دے دیا۔ 13/ مارچ 1938ء کو ہٹلر نے آسٹریا کو اپنی نو آبادی بنالیا۔ اکتوبر 1938ء چیکوسلواکیہ کے علاقہ سومیڈیتن پر قبضہ کر لیا اور 13/ مارچ 1939ء کو تمام چیکوسلواکیہ پر قبضہ کر لیا۔ ہٹلر نے اگلے ہفتے 21/ مارچ کو مطالبہ کر دیا کہ شہر کو اس کے حوالے کیا جائے اور جرمن کو پولینڈ میں سے ایک راستہ کاریڈور مہیا کیا جائے۔ اس موقع پر برطانوی وزیر اعظم این چیمبر لین نے پولینڈ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ ان حالات میں ایک اور حیران کن معاملہ وقوع پذیر ہوا اور روس نے برطانیہ کو چھوڑ کر جرمنی کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ مؤرخہ یکم ستمبر 1939ء ٹھیک بیس سال بعد جب جنگ عظیم اول کی

فاتحین اقوام اپنے دشمنوں پر لگائی ہوئی تجارتی پابندیاں اٹھانے کے اعلان کر رہی تھیں جرمنی نے جنگ پر سے پابندی اٹھادی اور پولینڈ پر حملہ کر دیا، اٹھارہ دن کی جنگ کے بعد پولینڈ کی حالت اس طرح ہو گئی تھی جیسے تاش کے پتوں سے بنا ہوا مکان۔ جنوری 1940ء میں جرمنی نے رومانیہ کو فتح کر لیا اور بلغاریہ پر دباؤ بڑھادیا اور دوماہ بعد یکم مارچ 1940ء کو اس پر قبضہ کر لیا۔ اب باری تھی یوگوسلاویہ کی لہٰذا اپریل 1940ء کو جرمنی نے بیک وقت یوگوسلاویہ اور یونان پر حملہ کر دیا۔ جون 1940ء کو جرمنی نے فرانس کو شکست دی، ساٹھ ہزار لوگ ہلاک ہو گئے۔ دو ملین سے زیادہ سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے، ملک پر بہت بھاری جنگی تاوان لگایا گیا جو اگلے کئی سالوں تک ادا کرنا تھا۔ فرانس نے اپنے ایک سفیر پے تاں کو سپین سے بلوایا تا وہ فرانس کی طرف سے معاہدہ پر دستخط کرے۔ پے تاں ایک 84 سالہ ریٹائرڈ جرنیل تھا جس نے 1916ء میں جرمنی کی فوجوں کو واردون کے مقام پر پیش قدمی سے روک دیا تھا، خیال یہ تھا کہ اس کے آنے سے فرانس کے عام شہری کا مورال بلند ہو گا۔ لیکن جرمن پروپیگنڈا کے باعث ایسا نہ ہو سکا، جرمنی نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ یہ انگلینڈ اور امریکہ ہیں جو جنگ کو ہوا دے رہے ہیں۔ جون 1940ء میں شمالی افریقہ جنگ کا میدان بنا جب اٹلی جرمنی کی حمایت میں برطانیہ کو تباہ کرنے کے لئے جنگ میں شامل ہوا۔ اٹلی کی فوجوں نے اگست میں سومالی لینڈ کو برطانیہ سے آزاد کروالیا۔ ستمبر میں مارشل روڈولف گرازیانی کی فوجیں مصر میں 60 میل تک اندر داخل ہو گئیں۔ البتہ برطانوی فوجوں نے بڑی حکمت عملی کے ساتھ اٹلی کی فوجوں کو نیچے بندر گاہ کی طرف دھکیل دیا اور عملی طور پر ان کی جنگی صلاحیتوں کو ناکارہ کر دیا۔ اٹلی کی پسپا ہوتی فوج کو اس وقت سہارا ملا جب جرمن فوج جنرل رومیل کی سربراہی میں 1941ء میں افریقی محاذ پر ان کی مدد کو پہنچی۔ جنرل رومیل کی فوج ہر چیز کو روندتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ الامیان کے مقام تک جا پہنچے۔ یہاں پر ٹینکوں کی جنگ ہوئی اور جرمن فوج کو پسپا ہونا پڑا۔ ان کے تیس ٹینک تباہ ہوئے اور برطانوی فوج نے جرمن فوج کو واپس دھکیل دیا جہاں سے انہوں نے حملہ (پیش قدمی) کا آغاز کیا تھا۔ اگست میں برطانوی جنرل منٹگمری نے چارج سنبھالا اور جرمن فوج کو مصر سے دھکیلتا ہوا لیبیا کے راستے مشرقی تیونس تک لے آیا۔ نومبر 1940ء کو امریکن فوجیں افریقہ میں اتریں تو اس کے ساتھ ہی جرمن کو مکمل شکست سے دوچار کر دیا۔

جنگ عظیم دوم میں یہودیوں کا کردار۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 61 کی تفسیر میں فرمایا:

"اس آیت کا تعلق پہلی آیات سے یہ ہے کہ ان میں آخری زمانہ کے خطرناک عذاب کو بطور مثال پیش کیا گیا تھا۔ اب اس آیت میں بتایا ہے کہ وہ عذاب اسراء والے کشف کا طبعی نتیجہ ہے کیونکہ اس عذاب سے اسلام کی ترقی وابستہ ہے اور اس کے بعد اسلام کی وسیع اور عالمگیر اشاعت مقدر ہے اور ساتھ ہی یہود کا ذکر کرکے یہ بتایا کہ یہ قوم بھی فتنہ ہے۔ یعنی وہ دوسرا فتنہ اس فتنہ گر قوم کے ذریعہ سے پیدا ہوگا۔"

(تفسیر کبیر جلد4 صفحہ 358)

10۔ جنگی ہتھیاروں کا ذکر

انسان کو ہتھیاروں کی ضرورت شکار، اپنی حفاظت، نفاذ قانون، باہمی جنگی حالت، مجرمانہ حملوں سے تحفظ، کھیل کھیل میں استعمال کی مہارت، نمائش اور دیگر معاشرتی ضرورتوں کے لئے استعمال کرتا رہا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان ہتھیاروں میں تبدیلیاں آتی چلی گئیں۔ اس طرح یہ پتھر اور لکڑی کے استعمال سے چل کر مختلف دھاتوں کے استعمال اور اب تو پلاسٹک کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ ابتدائے زمانہ وسطیٰ اس زمانہ چھٹی صدی عیسوی میں باربیریئن اور رومنوں نے کلہاڑیوں تلواروں اور نیزوں کا استعمال شروع کردیا تھا۔ (History of weapons en.m.wikipedia.org) دسویں صدی عیسوی میں بازنطینی فوجی انجینئروں نے مسلمانوں کے زیر استعمال ہتھیاروں کو دیکھتے ہوئے اپنے ہتھیاروں کو کافی ترقی دی تھی۔ مسلمان اس معاملہ میں کافی آگے تھے اور مزید انہوں نے چین کے زیر استعمال تکنیک سے بھی استفادہ کیا مسلمانوں نے سب سے پہلے منجنیق کا استعمال شروع کیا اس کو انہوں نے منگولوں سے سیکھا، اس کے علاوہ مسلمانوں نے جہاں جہاں جنگیں لڑیں وہاں فتح یاب ہوئے اور وہاں شام، ایران، بازنطین کے جنگی ہتھیاروں اور تکنیک کو اختیار کرتے گئے اور بہت بھاری پتھر اس کے ذریعہ سے بہت دور دشمن پر گرائے جاتے۔ کچھ منجنیق کے ذریعہ مردہ گھوڑوں کو قلعہ بند دشمن پر گرایا جاتا، تا وہاں بیماریاں پھیل جائیں۔ چین میں یوں تو کافی بدامنی رہی مگر سانگ قبیلہ نے ایک اتحاد کی فضاء پیدا کی اور ان کے دور میں چین نے سلفر، کاربن کی مدد سے لگ بھگ 960ء میں گن پاؤڈر ایجاد کیا تھا۔ 1221ء میں چین نے گن

پاؤڈر سے بم بنا کر چلانے شروع کر دیئے تھے۔ جبکہ 1282ء میں انہوں نے توپ بنالی تھی اور چودھویں صدی میں یورپ نے آتشیں ہتھیار کا استعمال شروع کر دیا تھا۔ یونانیوں نے ایک ایسا اہتمام کر لیا تھا کہ وہ اپنے بحری دشمن کی طرف آگ پھینکتے تھے جو پانی پر جلتی رہتی تھی۔ اس کو خاص طور پر قسطنطنیہ کے اوپر حملہ آور بحری جہازوں کے خلاف استعمال کرتے تھے۔ 1916ء تک محاذ جنگ پر فوٹو لینا قانوناً جرم تھا۔ اسی طرح فوجی چھاؤنی اور فوجی اہمیت کی تنصیبات اور مقامات کے علاوہ پل وغیرہ کی فوٹو لینا ممنوع تھا۔ مگر سیٹلائیٹ کے دور میں جاسوسی اور مخبری کے ذرائع بہت ہی ترقی کر گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ 4/مارچ 1983ء کو ارشاد فرمایا:

''بڑے بڑے ملک جو دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک دوسرے کو نشانہ بنائے بیٹھے ہیں اور وہ نشانے اس نوعیت کے ہیں کہ اگر رشین بلاک امریکن بلاک پر اچانک حملہ کر دے تو امریکن بلاک کے بم جو مقابلے کے لئے تیار بیٹھے ہیں وہ اس بات کا انتظار نہیں کریں گے کہ کوئی ان کو حکم دے تو وہ چلیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو جو ملک حملہ میں ابتدا کرتا ہے وہ لازماً جیت جائے گا..... اگر سارا وائٹ ہاؤس ہی تباہ ہو جائے اور وہ لوگ جو فیصلوں کے مجاز ہیں وہ اچانک صفحہ ہستی سے مٹ جائیں تو کون حکم دے گا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے، اس لئے جوابی حملہ کرو۔ اب ایک نیا سسٹم رکھا گیا ہے کہ مختلف علاقوں میں ایسے مزائل جو ہر وقت حملہ کے لئے تیار رہتے ہیں ان کو یہ آرڈر ہے کہ اگر تمہیں رکنے کا آرڈر نہ ملے تو تم نے چل پڑنا ہے...... چنانچہ وہ علاقے جہاں یہ بم رکھے گئے ہیں وہاں کمپیوٹرز اور دیگر ذرائع سے ہر وقت یہ آرڈر جاری ہو رہے ہیں کہ بموں نے نہیں چلنا۔ نہیں چلنا، نہیں چلنا۔ اگر کسی وقت وہ کمپیوٹرز خراب ہو جائیں یا وہ علاقے اچانک تباہ کر دیئے جائیں تو یہ سارے بم از خود چل پڑیں گے پھر ان کو کوئی روک نہیں سکے گا۔''

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 136-137)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''جب آئن سٹائن سے پوچھا گیا کہ تیسری عالمگیر جنگ کن ہتھیاروں سے لڑی جائے گی؟ (یہ دوسری جنگ عظیم کے بعد کا واقعہ ہے) تو اس نے یہ جواب دیا تھا کہ تیسری جنگ کے ہتھیاروں کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہوں گا لیکن میں یہ بتا دیتا ہوں کہ چوتھی جنگ ڈنڈوں اور پتھروں سے لڑی جائے گی۔''

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 138)

11۔ جنگوں میں کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال

دشمن کو نیست و نابود کر دینے کی آشا اور خود کو ہر حال میں کسی خراش کی بھی خواہش نہ کرنا انسان کے جنگی جنون کا ثبوت ہے۔ جیو اور جینے دو، دنیا کو خلق خدا کے لئے ایک پر امن مقام بناؤ یہ سب باتیں بار بار بتانا پڑتی ہیں حالانکہ وہ جو فساد کو اپنا شیوہ بنائے ہوتے ہیں ان کی تعداد ہمیشہ ہی نسبتاً مُٹھی بھر ہی رہی ہے۔ موسمی مشکلات، قدرتی آفات، جنگلی حیات، کچھ اور زیادہ حاصل کرنے کی ہوس اور زندہ رہنے کی ضروریات نے انسان کو اور اہتمام کے ساتھ ہتھیاروں کی ایجاد کی طرف بھی راغب کیا۔ جنگی ہتھیاروں میں سے ان سطور میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال پر بات کی جائے گی۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں اشوریوں نے دشمنوں کے کنوؤں میں زہر ڈالا۔ 1346ء میں تاتاریوں کی فوج میں طاعون پھوٹ پڑی تو وہ اپنے طاعون سے ہلاک شدہ فوجیوں کی لاشیں دشمنوں کی شہر پناہ کے اندر پھینک دیتے تا وہاں بھی بیماری پھوٹ پڑے۔ روسی فوجوں نے چیچک سے ہلاک شدہ اپنے فوجیوں کی لاشوں کو 1710ء میں اسی طرح سے اپنے دشمن سویڈن کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ برطانوی سر جیفرے ایمہرسٹ نے، فرانس کے لئے نرم گوشہ رکھنے والے انڈین کو چیچک کے مریضوں کے استعمال شدہ کمبل مفت تقسیم کیے۔ جنگ عظیم اول میں جرمن نے ایسے گھوڑے اور دوسرے جانور جو گلینڈر کی بیماری سے متاثر ہو چکے تھے اپنے دشمنوں کو بھجوائے۔ یہ ایک بیماری ہے جو گھوڑوں اور خچروں سے انسانوں کو لگ جاتی ہے۔ جنگ عظیم اول میں جرمن قطبی ہرن کا شکار کیمیائی ہتھیاروں سے کرتے اور اس کو روس جانے والی برطانوی ترسیل میں بھجواتے اور یہ کوئی اکا دُکا واقعات نہ تھے بلکہ ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت اس پر کام ہو رہا تھا۔اپریل 1915ء کو جرمن نے پہلی مرتبہ زہریلی گیس کا استعمال کیا مغربی محاذ پر۔

ستمبر 1915ء کو جنگِ لُوس میں برطانوی فوجوں نے پہلی مرتبہ کیمیائی گیس کا استعمال پیدل فوج کے حملہ سے 40منٹ قبل کیا مگر اس گیس کا درمیانی اور بائیں جانب کا حصہ ناکام رہا اور ہوا کے ساتھ واپس برطانوی مورچوں کی طرف ہی آ گیا۔ 1945ء میں جاپان نے ہوائی جہازوں کے ذریعے طاعون زدہ

پسو چین اور منچوریا پر گرائے جس کے باعث وہاں طاعون پھوٹ پڑی۔ اس کے علاوہ جاپان نے ایک خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جس میں جنگی قیدیوں پر کیمیائی تجربات کئے جاتے تھے۔

جو جان لیوا اور خوفناک نتائج کے حامل تھے۔ امریکہ نے 1931ء میں فورٹ ڈیٹرک میں کیمیائی ہتھیاروں سے متعلق کام شروع کیا۔ جس کو صدر نکسن کے حکم پر روک دیا گیا اور تمام کیمیکل کو ضائع کر دیا گیا۔ امریکہ کا ایک میڈیکل دفاعی پروگرام 1953ء میں شروع ہوا جو آج تک چل رہا ہے۔ 1972ء میں امریکہ اور کئی دوسرے ممالک نے ایک کنونشن پر دستخط کئے جس کے تحت ایسے کیمیکل پر تجربات کرنا، تیار کرنا، ذخیرہ کرنا اور استعمال کرنا ممنوع قرار دیا گیا مگر عملاً بہت سے ممالک اس کام میں مصروف ہیں۔ 1970ء میں لاؤس اور کمبوڈیا پر ہوائی حملہ سے مختلف رنگوں کے ایسے کیمیکل گرائے گئے جس کے زیر اثر جانور اور انسان غیر مربوط قویٰ کا شکار ہو گئے۔ 1971ء میں روس کے شہر یکاترین برگ میں حادثاتی طور پر ایک کیمیکل پھیل گیا جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے اور اس کے زیر اثر لوگ شدید بخار اور سانس کی دشواری سے دوچار ہوئے۔ 1978ء میں بلغاریہ نے اپنے ایک جلاوطنی کی زندگی گزارنے والے جیورجی مارکوف نامی شخص کو ہلاک کرنے کے لئے ایک چھتری استعمال کی جس کی نوک پر چھوٹی سی گولی تھی۔ چھتری کا کونہ اس کی پنڈلی پر مارا گیا جس کے چند دن بعد اس کی وفات ہو گئی البتہ پوسٹ مارٹم میں یہ بات سامنے آئی۔ ہندوستان کی ایک فیچر فلم رازی میں دکھایا گیا کہ ایک انڈین جاسوس اسی طرح پاکستانی فوجی افسر کو راہ سے ہٹاتی ہے، جبکہ اس کی موت کو ہارٹ اٹیک گردانا جاتا ہے۔

امریکہ 1950ء کے وسط میں ٹاکسک گیسز بنانے والے ممالک میں سرِ فہرست تھا، حالانکہ حکومت نے اعلان کیا ہوا تھا کہ ہم بائیولاجیکل ہتھیار نہیں تیار کریں گے۔ امریکہ میں ابھی تک دنیا کے انتہائی خوفناک اور مہلک ہتھیار کے ذخائر موجود ہیں جن میں شیلز، بم، بارودی سرنگیں جن میں سارین گیس اور مسٹرڈ گیسز بھری ہوئی ہیں موجود ہیں اور اس کے علاوہ اور زیادہ مہلک گیسز بھی موجود ہیں جو بہت زیادہ ٹاکسک ہیں کسی بھی کیمیکل کے مقابلہ میں جو عراق کے پاس ہو سکتا ہے۔

امریکہ عراق جنگ اور کیمیائی ہتھیار

پینٹا گان کا شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دینے کا ایک اپنا طریق ہے اور اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ جنگ عظیم اول میں اتحادی فوجوں کو بہت حیرت ہوئی جب امریکن فوجی گیس ماسک پہنے بغیر اترے حالانکہ فرانس اور برطانیہ کی طرف سے امریکہ کو بتا دیا گیا تھا کہ جرمن زہریلی گیس کا استعمال کر رہے ہیں۔ بہت بڑی تعداد میں امریکن فوجیوں کو جن کو زہریلی گیس کا سامنا تھا انہوں نے جنرل جان جے پرتینگ کو کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ کیمیائی جنگی ہتھیاروں کے پروگرام پر عمل درآمد شروع کر دے۔

(Bio Terrorism, page42)

خلیج فارس میں لڑنے والے ریزرو فوجیوں کے دعووٴں کو کئی سالوں تک رد کرنے کے بعد آخر کار پینٹا گان کے ترجمان نے یہ بات قبول کی ہے کہ کچھ فوجی جو مشکوک قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ عراق جنگ میں کیمیائی ہتھیاروں سے دوچار ہوئے ہوں گے۔ عراق پر امریکن جنگ سے متعلق رچرڈ پرسٹن کا دعویٰ ہے کہ عراق کے پاس ایک لمبی قطار کیمیائی ہتھیاروں کی موجود ہے اور صدر صدام اس کو امریکن انسپکٹروں سے چھپا رہا تھا یا یہ کوئی امریکن جاسوسی کے ادارے کی بنائی ہوئی کوئی داستان ہے۔

(Bio Terrorism,page41)

دوسری طرف اگر ہم عراقی موٴقف کو سنیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ان انسپکٹروں کو اس لئے ملک میں داخل ہونے نہیں دے رہے کہ قطع نظر اس کے کہ عراق نے اقوام متحد کی قرارداد سے متعلق جو اقدام کئے ہیں اور قطع نظر اس کے کہ کس قدر عراقیوں کو ان پابندیوں کی وجہ سے زحمت اٹھانا پڑ رہی ہے، امریکہ عراق سے پابندیاں نہیں اٹھائے گا جب تک صدام حسین وہاں بطور صدر موجود ہے۔ اس لئے ضرورت ہی کیا ہے کہ تعاون کیا جائے۔ عراقی عہدیداروں کا کہنا ہے کہ امریکن انسپکٹر اقوام متحدہ کی

قرارداد پر عملدر آمد کو دیکھنے سے زیادہ اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ اُن ٹارگٹس کے متعلق جان لیں جہاں ہوائی حملہ کی صورت میں امریکن جہازوں نے بمباری کرنی ہے۔

(Bio Terrorism, page211)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 جنوری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط4

12۔ لیگ آف نیشنز اور اقوام متحدہ کا وجود

جنگ عظیم کے شروع یعنی ابتدائے 1915ء میں امریکہ میں ایک لیگ معرض وجود میں لائی گئی۔ اس نے مطالبہ کیا کہ حکومتیں جنگ نہ کریں بلکہ جب کسی کا جھگڑا ہو تو آپس میں ملکر فیصلہ کر لیا کریں۔ انہوں نے مختلف انجمنیں بنا کر ہر جگہ لیکچر شروع کر دیئے۔ 1918ء کی ابتدا میں امریکہ کے پریذیڈنٹ ولسن نے چودہ اصول شائع کئے جن کے ذریعے سے ان کے خیال کے مطابق دنیا کی جنگوں کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے اس طرح 28/اپریل 1919ء کو لیگ آف نیشنز کی بنیاد جینیوا میں رکھی گئی۔ اس میں یہ بنیادی اصل تھا کہ فوجیں زیادہ نہ رکھی جائیں لیکن ایسی کوئی بھی تنظیم دوسری جنگ عظیم کو نہ روک سکی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ 10/ستمبر 2004ء میں ارشاد فرمایا:

”نیکی تو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے پیدا ہوتی ہے، وہ کیونکہ ان میں نہیں تھی اس لئے نیکیوں پر قائم نہ رہ سکے۔ ذاتی، ملکی اور ہر قوم کے قومی مفاد آڑے آ گئے اور دوسری جنگ عظیم کو بھی نہ روک سکے اور پھر یو این او بنی لیکن وہ بھی دیکھ لیں اب چند قوموں کے ہاتھوں میں ہے۔ اب پھر حالات اسی نہج پر چل رہے ہیں۔ غریب ملکوں کو ایک طرح سے یرغمال بنا کر ان پر ظلم کئے جا رہے ہیں، ان کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی من مانی شرطیں منوائی جاتی ہیں۔ اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے ان کو نام نہاد امداد دی جاتی ہے پھر ان کے وسائل کو اپنے ملکوں کی ترقی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اور غریب ملکوں کے عوام غربت اور فاقے کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اگر کوئی آواز اٹھائے تو اسے بندوق کی

نوک پر چپ کرایا جاتا ہے اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم دنیا میں امن قائم کر رہے ہیں، نیکی پھیلا رہے ہیں، غریب انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ سب جھوٹے دعوے اور ڈھکوسلے ہیں۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 645-646)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے صدر پیوٹن کو لکھے گئے خط سے اقتباس، جو ذیل میں نقل کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں خاص طور پر آپ سے اس نقطہ پر متفق ہوں کہ اگر مختلف ممالک اپنی انفرادی حیثیت اور اپنی مرضی سے فیصلے کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں اقوام متحدہ کا بھی وہی حال ہوگا جو لیگ آف نیشنز کا ہوا اور یہ بھی ناکام ہو جائے گی۔

I particularly agreed with your point that if countries decided to act independently and made unilateral decision then the United Nations would suffer the same fate as the League of Nations and would fail.

(WORLD CRISIS AND PATH WAY TO PEACE page 259)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ذیل میں نقل کیا جاتا ہے فرمایا بد قسمتی سے لیگ آف نیشنز کے قوانین اور جو قراردادیں اس نے پاس کیں ان میں بعض نقائص اور کمزوریاں موجود تھیں پس وہ معقول طور پر ساری اقوام عالم کے عوام کے حقوق کا تحفظ برابری کی بنیاد پر نہیں کر سکی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس غیر مساویانہ سلوک کی وجہ سے دیرپا امن کا قیام محض ایک خواب ہی رہ گیا۔ لیگ آف نیشنز کی کوششیں ناکام ہو گئیں اور اس نے دنیا کو دوسری جنگ عظیم کی طرف دھکیل دیا۔

Unfortunately, the rules of the League and the resolutions it passed had certain flaws and weaknesses and so they did not properly protect the rights of all peoples and all nations equally. Consequently, as a result of the inequalities that existed long term peace could not

prevail. The efforts of the League failed and this led directly to World War II.

(WORLD CRISIS AND PATH WAY TO PEACE, page 86)

13۔ دوران جنگ پیش آنے والے بعض دلچسپ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تاریخی واقعہ بیان فرمایا:

”حرب عظیم کے ایام میں 1918ء میں ایک موقع پر فرانسیسی اور انگریزوں کی فوجوں کو ”ہیلی کا میدان“ خالی کر دینا پڑا اس وقت لارڈ ہیگ نے سر لائڈ جارج کو جو پرائم منسٹر تھے، تار دیا۔ لائڈ جارج اس وقت اپنے وزراء کو لے کر مشورہ کر رہے تھے، تار کا مضمون یہ تھا کہ دنیوی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا سوائے آسمانی ہاتھ کے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اسی وقت لائڈ جارج کھڑا ہو گیا اور اپنے وزراء کو لے کر دعا میں مصروف ہو گیا اور کہا اب تدبیر کا وقت نہیں رہا۔ میں نہیں جانتا خدا تعالیٰ نے اس دعا کو سنا یا دنیوی سامان پیدا ہو گئے مگر یہ واقعہ ہے کہ جرمنوں کو کئی گھنٹہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ میدان خالی ہے۔ اتنے میں پیرس سے فوجیں لائی گئیں اور شکست فتح سے تبدیل ہو گئی۔“

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 15)

ذیل میں جو واقعات ہیں۔

GUINESE BOOK OF MORE ARMY BLUNDERS سے شکریہ کے ساتھ نقل کئے جا رہے ہیں۔

ستمبر 1939ء کو برطانیہ میں ایک نئے نئے قائم شدہ ریڈار کے نظام میں گڑبڑ ہوئی اور اس نے اطلاع دی کہ بہت سے جرمن جہاز حملہ کرنے آرہے ہیں۔ اس پر فائٹر پائلٹس کو مقابلہ کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا، گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ برطانوی سپٹفائر (یہ ایک سیٹ والا جنگی جہاز تھا) نے اپنے ہی ہُوریکین (یہ ایک سیٹ والا جنگی جہاز تھا) کو گرا دیا اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی طیارہ شکن توپوں نے اس دوران ایک اپنے ہی سپٹفائر کو مار گرایا۔

1941ء سے 1944ء تک یہ بات دیکھنے میں آئی کہ 45 فیصد جرمن طیارے جو اس دوران تباہ ہوئے وہ کسی ہوائی جنگ میں ضائع نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ ہوائی جہاز کے عملے یا پھر اپنی ہی ”دوستانہ گولہ

باری''کا شکار ہوئے تھے۔ اس صورتحال میں یہ ڈر تھا کہ جرمنی کی ہوائی جنگ کی قوت کو کسی وقت بھی شدید دھچکا لگ سکتا ہے اور دوسری طرف امریکہ کی ائیر فورس کا معاملہ اس سے بھی زیادہ بُرا تھا صرف ایک 1943ء میں 2264 ہواباز ہوائی حادثوں میں ہلاک ہوگئے، اور جہاز کے دوسرے عملہ کی تعداد 3339 تھی اور اس سے اگلے سال کوئی زیادہ بہتری نہیں آئی تھی۔ لہٰذا1944ء میں 16128 حادثات ہوئے جس میں امریکہ کے 1936 ہواباز اور اس کے علاوہ 3037 عملہ کے افراد لقمہ اجل بن گئے۔ طیارے اس مقدار میں گرتے رہتے تھے کہ فلوریڈا کے ہوائی اڈہ پر یہ ایک مقولہ بن گیا تھا

"ONE A DAY, IN TOMBA BAY"

یعنی خلیج تونبا میں ایک طیارہ، گرے گا روز ہمارا۔

دوسری جنگ عظیم کے شروع میں جرمن ہوائی جہازوں کی مدد زمینی فوج کو حاصل ہوتی تھی۔ جنرل وان میلنتھن کو پولینڈ میں ایک بڑے تلخ تجربہ سے گزرنا پڑا۔ جب ایک نیچی پرواز کرتا ہوا ایک طیارہ اس کے ہیڈ کوارٹر کے اوپر سے گزرا۔ اُس وقت جہاز کی شناخت کئے بغیر ہی طیارہ شکن توپوں نے فائر کھول دیا۔ خیریت گزری کہ طیارہ بغیر کسی نقصان کے محاذ پر اتر گیا، طیارہ شکن توپوں کا عملہ جن کو اُن کی غلطی سے آگاہ کر دیا گیا تھا، اس طیارہ کے گرد اکٹھا ہو گیا تھا، اور شناختی علامات کو دیکھ رہا تھا کہ جنرل ہرمن گورنگ جو کہ لوفتھواف کا کمانڈر انچیف تھا بر آمد ہوا۔ اس کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ جا کر جنرل وان میلنتھن کو آگاہ کر دے کہ اب سے ہوائی مدد بری فوج کو نہیں دی جائے گی۔ اس پر ازرہ تفنن جنرل وان نے کہا کہ ''ہم نے مذاق کیا تھا لیکن جنرل صاحب بُرا مان گئے اور ہماری ہوائی مدد بند کر دی''۔

جولائی 1943ء کو امریکن فوجیوں کو پیراشوٹ کی مدد سے جرمنی کے محاذ کو عقب میں اتارا گیا۔ ہوا یوں کہ اس مہم سے پہلے جرمنی نے اس محاذ پر ہوائی حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے طیارہ شکن توپوں کا عملہ بہت الرٹ تھا اور اسی اثنا میں قریبی بحری جہاز سے ایک طیارہ شکن توپ نے اسی بدحواسی میں فائر کھول دیا اس کے نتیجے میں جو جہاز پیراشوٹ کے ذریعے فوجیوں کو گرا رہے تھے ان میں سے 33 جہاز شعلوں کی لپٹوں کے ساتھ زمین پر آ رہے۔ اس کے علاوہ دوسرے 37 جہازوں کو کافی نقصان پہنچا تھا۔

318لوگ شدید زخمی ہوئے اور 88لوگ موت کا شکار ہو گئے۔ فضا جلتے پیراشوٹ اور دھویں سے بھر گئی تھی۔ اس حادثہ کے بعد امریکہ نے اس قسم کے آپریشن کو آئندہ کے لئے منسوخ کر دیا۔

23/ستمبر 1950ء کو شمالی کوریا کی ایک پہاڑی پر جسے "پہاڑ 282" کہا جاتا تھا، برطانوی فوجوں نے قبضہ کر لیا اور ہوائی فوج کی مدد طلب کی گئی۔ بری فوج نے اپنی پوزیشن کو دکھانے کے لئے پینل لگائے تھے مگر جب ہوائی مدد آئی تو انہوں نے انہی پینلز کے اوپر بمباری شروع کر دی جس کی وجہ سے نہ صرف 17 جانیں ضائع ہوئیں بلکہ 76 فوجی بھی زخمی ہو گئے اور اب جان بچانے کے لئے اس مقام کو چھوڑنا بھی ضروری ہو گیا اور اس جگہ پر دوبارہ کامونسٹ نے قبضہ کر لیا تھا اب یہ ایک چیلنج تھا میجر کینتھ کے لئے لہذا اس نے اپنے بچے کھچے 30فوجیوں کے ساتھ دوبارہ حملہ کر دیا اور واپس قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ میجر کینتھ کی وفات ہو گئی جبکہ اس بہادری اور جرأت پر میجر کینتھ کے لئے اس کی وفات کے بعد پوستھومس وکٹوریا کراس کا اعلان کیا گیا۔

جنگ کی تباہ کاریاں، کسمپرسی، مخدوش انسانی شب و روز

مندرجہ ذیل سطور میں ان مخدوش حالات، کسمپرسی، قحط، بیماریوں، بے وطنی کے مسائل، خوف، بدقسمتی، عزیزو اقارب کی مفارقت اور دیگر مصائب جو جنگ اپنے ساتھ لے کر آتی ہے، کا ذکر کیا جارہا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ امن کو پسند کرتا ہے بلکہ چرند پرند بھی اس جگہ سے نقل مکانی کر جاتے ہیں جہاں خوف اور بے امنی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ 4/مارچ 1983ء میں بیان فرمایا:

"ایک دفعہ بموں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ہلاکت کے متعلق انگلستان کے وزیر اعظم اور امریکہ کے صدر کے درمیان گفتگو ہوئی۔ انگلستان کے وزیر اعظم کی مدد کے لئے ایک سائنسدان جو ان باتوں سے واقف تھا وہ بھی اس کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ گفتگو کے دوران اس نے امریکہ کے صدر سے کہا اگر آج لڑائی چھڑ جائے تو آپ کا ملک جو بڑا وسیع ہے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ لازماً بچ جائے گا مگر ہمارے ملک کا کیا بنے گا؟ کیونکہ ہمارے اندازے اور جائزے کے مطابق سارے انگلستان کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے نابود کرنے کے لئے صرف تین چار بموں کی ضرورت ہے...... پھر اس سائنسدان نے انگریزی میں کہا:

TO BE ON THE SAFE SIDE AT MOST SEVEN WOULD BE ENOUGH.

اس نے safe side کا محاورہ بڑے دلچسپ رنگ میں استعمال کیا کہ اگر محفوظ اور محتاط اندازہ کرنا ہو تو زیادہ سے زیادہ سات بم کافی ہوں گے اس سے زیادہ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 135-136)

سائنسدانوں نے سال 1958ء میں ایک بہت محتاط اندازہ لگایا کہ اگر دو سو پچاس بم امریکہ پر گریں تو کیا نقصان ہو سکتا ہے اور یہ فرض کیا گیا کہ اگر ان کی طاقت دس میگا ٹن انرجی ہو اور ان میں سے اگر پچاس فیصد نہ پھٹ سکیں۔ اسی طرح فرض کیا گیا کہ اگر یہ بم جو ہیں ان میں سے 144 صنعتی اور شہری آبادی پر گریں، 59 فوجی علاقوں میں اور 32 فوجی اور شہری ملے جلے علاقوں پر۔ فرض کیا گیا کہ اگر امریکہ کی آبادی 175000000 ہو تو نقصانات کا تخمینہ کیا ہو گا۔ اس تحقیق کے نتائج یہ تھے کہ پہلے دن جب بم گرائے جائیں گے تو 42 ملین لوگ مر جائیں گے اور 66 ملین لوگ شدید زخمی ہوں گے اور 67 ملین لوگ اس سے بچ جائیں گے۔ اس کے بعد اگلے سات دنوں میں زخمیوں میں سے سترہ ملین مر جائیں گے اور مزید سات دن کے بعد بارہ ملین ان زخمیوں میں سے موت کا شکار ہو جائیں گے اور اس کے مزید پینتالیس دن کے بعد زخمیوں میں سے مزید بارہ ملین موت کا شکار ہو جائیں گے۔ لہذا حادثہ کے دن سے لے کر 60 دن کے اندر کل اموات 83 ملین ہوں گی شدید زخمی پچیس ملین ہوں گے۔ اس ساری تحقیق میں یہ بات مزید واضح کی گئی کہ اس تخمینہ میں متاثرہ پانی، متاثرہ کرۂ ارضی اور آگے طویل مدت تک چلنے والے تابکاری کے اثرات کو شمار نہیں کیا گیا۔

(نومور وارز صفحہ 140)

بھوک اور افلاس جو جنگ لے کر آتی ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد انگلستان کی حکومت جو کسی زمانہ میں بہت بڑی اور قومی حکومت سمجھی جاتی تھی جن کا اقتصادی نظام بہت مستحکم تھا اس حکومت کے باشندوں کے لئے بھی اور اس ملک کے باشندوں کے لئے بھی، یعنی سب امیر و غریب کو شدید بھوک کا سامنا آن پڑا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے وہ ترستے تھے۔ میٹھا دیکھنے کو ان کی آنکھیں ترس گئیں تھیں۔

ڈبل روٹی جو وہاں ایک روزمرہ کی خوراک ہے اور اس کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی اس کے حصول کے لئے لمبی لمبی قطاریں لگتیں اور وہ بہت خوش قسمت خود کو سمجھتا جب اسے ڈبل روٹی ملتی۔

سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ بلاشبہ تابکاری کے اثرات سے انسانوں کو مختلف بیماریوں سے جن میں خون میں سفید ذرات کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے اور مریض کو بار بار خون لگانا پڑتا ہے ہڈیوں کا کینسر لاحق ہونے کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

(نو مور وارز صفحہ 136)

A Woman in Berlin, By Marta Hillers aka anonymous

(z-lib. org. pdf)

یہ کتاب ایک ڈائری ہے جو ایک خاتون نے تحریر کی جب روسی فوجیں جرمنی میں بطور فاتح داخل ہو گئی تھیں۔ یہ خاتون اس سے قبل بطور ایک صحافی کے کئی ایک ملکوں کا دورہ کر چکی تھی اور انہی سفروں کے دوران اس کو کسی حد تک روسی زبان سیکھنے کا موقع بھی ملا تھا۔ اس کو ان حالات میں اپنے ایک دوست کے اپارٹمنٹ میں پناہ لینی پڑی۔ ذیل میں اس کی ڈائری سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔

اپریل 1945ء بروز جمعہ

بھوک مٹانے کے لئے گھر کے تینوں کمروں کی بہت تفصیلی طریقہ پر تلاشی لی مگر کھانے کی چیز نہ مل سکی۔ البتہ ایک خط مل گیا، مجھے اس کو پڑھتے ہوئے شرم آرہی تھی مگر میں اس کو آخر تک پڑھا یہ ایک محبوب کا خط تھا اس کے محبوب کے نام، پھر میں نے خط کو فلش میں پھینک کر بہا دیا یہ ہماری خوش قسمتی کہ سپلائی کا پانی گھر میں ابھی تک آرہا ہے۔ (دل، درد، محبت، خواہشات یہ الفاظ ہمارے لئے اب اجنبی ہو چکے ہیں، کتنے دور کے زمانوں کی باتیں لگتی ہیں یہ سب)، زندگی کو تو تین وقت پیٹ کی آگ بجھانا کو خوراک کی طلب ہوتی ہے۔ اب اس وقت جو میں یہ سطور تحریر کر رہی ہوں میری سوچوں کا محور میرا خالی معدہ ہے۔ تمام سوچیں اور تمام جذبات شروع ہوتے ہیں کہ "کھانے کو کیا مل سکتا ہے" مصنفہ کی بات کو اہلِ پنجاب یوں کہا کرتے کہ "پیٹ نہ پئیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں" یعنی اگر کسی کو آپ نے کھانا نہیں دیا تو پھر باقی ساری باتیں آپ کی اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں یا پھر اگر بھوکے سے پوچھو گے دو اور دو، تو وہ کہے گا چار روٹیاں۔

اسی دن اس خاتون نے مختلف سامان تعیش جو ہم جمع کرتے رہتے ہیں ان کی بابت تحریر کیا کہ ہمارا ریڈیو گزشتہ چار دن سے خاموش ہے۔ ایک دفعہ پھر اگر ہم ان سب ایجادات جو ہمیں میسر ہیں کی طرف نظر کریں تو سب ہی مشکوک لگتی ہیں، اگر گھر میں بجلی ہی نہیں تو ساری مشینیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ بہر حال بریڈ ایک حقیقی وجود ہے، کوئلہ ایک حقیقت ہے اور سونا تو سونا ہے چاہے آپ کسی ملک یا شہر میں ہوں۔ جبکہ موجودہ ترقی یافتہ زمانے کے ریڈیو، گیس کے چولہے، سنٹرل گرمی کا نظام، کھانے کے لئے گرم پلیٹیں یہ سب کچھ ایک خواہ مخواہ کا بوجھ ہے جو ہم اٹھائے پھرتے ہیں، اگر بجلی ہی میسر نہ ہو تو۔ اس لمحے تو ایسا لگ رہا ہے کہ ہم غاروں کی زندگی کے دور کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

جنگ عظیم اول کے بعد جرمنی نعرہ لگا رہا تھا یعنی وہ ہٹلر کو ڈرائیور کہہ رہے تھے جبکہ دنیا دو گروپوں میں تقسیم ہو گئی تھی اوّلاًوہ جن کو زندگی کی سہولتیں میسر تھیں اور دوم وہ جن کے پاس زندہ رہنے کے لئے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ امریکہ کے جو کارپوریٹ ادارے تھے جنگ کے سبب وہ بہت امیر ہو گئے تھے لیکن عام مزدور اور ملازم کے اوپر کسمپرسی کی نوبت آ گئی تھی۔ یہاں تک بھی ہوا کہ وائٹ ہاؤس کے سامنے جب امریکن فوجی جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا، اُن پر گولی چلا دی گئی، جب وہ اپنی جنگی خدمات کے عوض اپنے لئے مراعات کے حصول کے لئے مظاہرہ کر رہے تھے۔ لیکن آج بہت سے لوگ ان مصیبتوں کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

جرمنی کے بُرے دنوں کی کہانی

یورپ میں یکم جنوری 1945ء کو برلن برباد ہو چکا تھا۔ روسی فوجیں بہت سرعت کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں اور انہوں نے پولینڈ اور Czechoslovakia (چیکوسلوواکیہ) کو جرمنی سے آزاد کروالیا تھا۔ جرمن ریڈیو نے ریڈ آرمی کی فتوحات کو سٹیم رولر سے اور پھر اُس کو لینڈ سلائڈ سے اور پھر برفانی تودہ گرنے سے تشبیہ دے دی۔ خوف زدہ پناہ گزین دور دراز سے برلن آ رہے تھے اور دوسری طرف برلن پر رات میں برطانوی ائر فورس بمباری کرتی اور دن میں امریکی جہاز بمباری کر رہے تھے۔ قوت بازو کی کمی کی وجہ سے جرمن خواتین اینٹی ائیر کرافٹ توپوں کو چلا رہی تھیں۔ جب کہ بچے اور بوڑھے مورچے کھودنے میں لگے ہوئے تھے۔ نیدر لینڈ کا بہت سا علاقہ اینگلو کینیڈین فوجوں نے آزاد کروا

لیا تھا۔ یہ تمام بُری خبریں ساتھ ساتھ ہٹلر کو دی جا رہی تھیں اور اس کا اعصابی نظام اس سے متاثر ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے کئی جنرل نے اس کو مشورہ دیا کہ ہتھیار پھینک دیئے جائیں مگر وہ اس سے اتفاق نہیں کر رہا تھا۔

14۔ اسلام میں جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے احکامات

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اسلام جنگ کو مٹاتا ہے اور صرف اسی صورت میں جنگ کی اجازت ہے کہ دین پر عمل کرنے کی اجازت نہ مل رہی ہو، اور کمزوری کی حالت میں اس وطن سے ہجرت کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی ریاستوں کو جہاں جہاں توسیع دی گئی وہاں کے عوام کو حق دیا گیا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کریں اور چاہیں تو فدیہ دینا تسلیم کر لیں اور اپنے دین پر کاربند رہیں۔

جنگی قیدیوں کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اُن کو احسان کر کے چھوڑ دو۔ تاوانِ جنگ لے کر چھوڑ دو۔ ان سے ان کی طاقت کے موافق کام کراؤ۔ جو شادیوں کے قابل ہوں ان کی شادیوں کا اہتمام کرو۔ (النور: 33)

دو معاہدات ہیگ امن کانفرنس کے تحت 1899ء اور 1907ء میں ہوئے جن میں جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے قواعد و ضوابط طے کئے گئے۔ جنگ عظیم اول کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ یہ معاہدے ناکافی ہیں لہٰذا 1929ء میں جینیوا میں ایک کنونشن میں ان قواعد و ضوابط کو مزید بہتر بنایا گیا۔ لیکن ان معاہدات پر زیادہ عدم عمل درآمد کی صورت روس اور جاپان میں دیکھنے میں آئی۔ اس معاہدہ کے مطابق قیدی صرف اپنی شناخت بتائے گا اور کوئی دوسری معلومات اس کے ملک یا اپنے کام کے متعلق بتانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح اس کو خط لکھنے وصول کرنے اور پارسل وصول کرنے کا حق ہو گا۔ اُس کو یہ بھی حق ہو گا کہ اگر وہ قید سے بھاگتا ہے تو اس کو اگر دوبارہ گرفتار کر لیا جاتا ہے تو اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اس کے علاوہ معقول خوراک اور طبی سہولتوں کا حق دار ہو گا۔ قیدی سے بیگار نہیں لی جائے گی۔ قیدی کو اپنے ملک میں دی جانے والی تنخواہ یا پھر قید کرنے والے ملک نے جو الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے، دونوں میں سے جو بھی کم تر ہو گا وہ اس کو دیا جائے گا۔ اجرت کے بدلے قیدی سے کام کروایا جا سکے گا مگر اس صورت میں وہ کام کی جگہ کوئی خطرناک جگہ نہیں ہونی چاہئے اور کسی طور ان سے

فوجی خدمات نہیں لی جائیں گی۔ غیر جانبدار اتھارٹی کو کیمپ کا دورہ کرنے کی اجازت ہو گی سویٹزر لینڈ اور سویڈن نے دوسری جنگ عظیم میں غیر جانبدار ممالک کا کردار ادا کیا تھا۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

قیدیوں سے بدسلوکی کی مثال

جاپان کا سلوک اپنے قیدیوں کے ساتھ بالکل غلاموں جیسا ہوتا تھا۔ جاپانی اپنے جنگی قیدیوں کو بانس کی چھڑیوں، رائفل کے بٹ اور اپنی تلوار کی کُند طرف سے مارا کرتے تھے اور جاپانی اپنے اس فعل کو چھپاتے نہیں تھے۔ بہت سے امریکی اخباری نمائندوں نے ایسے مواقع کی تصویریں اتاری تھیں جس میں قیدیوں کو کھیتوں میں کام کرتے دکھایا گیا تھا، ان پر غلاموں جیسا سلوک روا رکھا گیا تھا، ان کے ہاتھ پیچھے باندھ کر ان کو گولی مار کر ہلاک کیا جا رہا تھا۔ جاپانی اس بات کو خاص طور پر لازم کرتے تھے کہ امریکن قیدی ان کی عزت کریں اور اس مقصد کے لئے قیدیوں کو مختلف سزائیں دی جاتی تھیں۔ اسی طرح جب قیدیوں سے جیل سے باہر کام کروایا جاتا تو ان کے تمام کپڑے اتروا لیتے اور جوتے بھی اتروا لئے جاتے، ماسوائے ایک چھوٹے سے پہلوانوں والے ستر کے تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

جاپانی جیل کے حالات اور وہاں سے فرار ہونے والے امریکن پائلٹ کی داستان

وہ عجیب دلدل جیسی زمینیں تھیں جن میں ہم سے کام لیا جاتا تھا۔ ان کی بدبو کئی فرلانگ قبل آنا شروع ہو جاتی۔ کھانے کو ہر روز پورے دن میں 600 گرام چاول ملتے اور ہم ہر وقت بھوکے ہی رہتے۔ اگر جاپانی کوئی اپنا بچا کھچا کھانا ہماری طرف پھینکتے تو ہم پہلے ہی اس کے منتظر ہوتے تھے۔ یا پھر جاپانی کچن سے بہہ کر آنے والا نیم خراب شدہ جوس یا کوئی چھپکلی یا سانپ۔ جب ہم کو کھیتوں میں کام پر لے جایا جاتا تو وہاں اکثر کوبرا نظر آ جاتے جن کو ہم چھڑیوں سے مار کر کمر سے لپیٹ لیتے اور کیمپ میں آ کر رات کو اس کو آگ پر بھونتے۔ ہم سب کے سب ہیضہ اور دستوں کی بیماری میں گرفتار تھے۔ ہم قیدی نہیں بلکہ جاپانیوں کے غلام تھے ہر بڑا افسر جو قید میں تھا یہاں تک کہ جنرل وین رائٹ کو بھی سلیوٹ کرنا پڑتا ان کے معمولی رینک کے فوجی یا پرائیویٹ کو اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو وہ تھپڑ مارتا یا دھوپ میں کھڑا کر دیتا۔ ایک ہی راستہ تھا کہ ہم سوچنا چھوڑ دیں۔ انسان کا دماغ بھی ایک عجیب دلچسپ مشین ہے یہ ایک وقت میں تین دنیاؤں

میں چل رہا ہوتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل اور ہم لوگ ماضی اور مستقبل میں رہا کرتے تھے، زیادہ تر ماضی میں۔ جاپانی ہم سے ہماری انگوٹھیاں، گھڑیاں، جو نظر آتا لے لیتے ایک دفعہ ایک ہمارے ماسٹر سارجنٹ سے اس کے مصنوعی دانت لے کر ایک جاپانی نے اپنے پاؤں کی ایڑی سے توڑ دیئے۔ قید ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ہم نے اپنے تمام ہتھیاروں، قیمتی اور خوبصورت جنگی سازو سامان کو خود اپنے ہاتھوں تہس نہس کیا یہ ایک بہت ہی تکلیف دہ کام تھا۔ ایک ماہ کی تنخواہ آئی ہوئی تھی اور تقسیم نہ ہوئی تھی اس کو سڑک کے کنارے پھینک کر آگ لگادی۔ جب ہم قید کر لئے گئے تو پہلے دن کوئی پانی دیا گیا نہ خوراک اگلا دن بھی ایسے ہی گزرا، اور اس کے بعد جہاں کہیں جوہڑ میں پانی نظر آتا ہم اس کو پینے کو چل پڑتے۔ کسی کو پرواہ نہ تھی کہ نقصان ہو سکتا ہے۔ ہر طرف لاشیں پڑی تھیں اور بو اُٹھ رہی تھی۔ پانچویں دن جب ہم چل رہے تھے بارش شروع ہو گئی۔ ہم نے منہ اوپر کو کئے ہوئے تھے تا پینے کو پانی مل جائے، اسی دن ہم کیمپ پہنچ گئے تھے۔ کوئی دوائی، کوئی مرہم پٹی اور کسی چھوٹی سے چھوٹی سرجری کا کوئی انتظام نہ تھا۔ وہ قیدی جن کو معمولی جراحی / سرجری کر کے بچایا جا سکتا تھا ہمارے سامنے مر رہے تھے۔ جاپانیوں نے ہمیں دس دس کے گروپس میں تقسیم کر دیا، اس گروپ کے افراد کو سگے بھائی کہا جاتا تھا۔ ہم سب ایک دوسرے پر نگران تھے، ایک گروپ کا ایک آدمی چلتے چلتے جنگل میں بھاگ کر روپوش ہو گیا تو اس گروپ کے باقی نوافراد کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور یہ سب تماشا باقی قیدیوں کو دکھایا جا رہا تھا اور اُن 9 میں سے ایک قیدی کا بھائی بھی یہ سب دیکھ رہا تھا۔ مرنے سے قبل اُس فوجی نے کہا ”ماں سے کہنا میں نے اس کو خدا حافظ کہا تھا“ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے اس کیمپ کے قیدیوں کو دو بحری جہازوں کے ذریعہ کہیں اور منتقل کیا جا رہا تھا۔ راستے میں ایک جہاز کو امریکن آبدوز نے ہٹ کر دیا۔ شام کا وقت تھا جہاز کو اتنا نقصان ہو گیا تھا کہ جہاز بہت تیزی سے ڈوب رہا تھا اتنی جلدی کہ لائف بوٹ بھی جہاز سے نہ اتاری جا سکیں۔ اس وقت چند کشتیاں جو ان جہازوں کے ساتھ پٹرول بوٹ کے طور پر چل رہی تھیں اوپر نیچے چکر کاٹ رہی تھیں۔ اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ جاپانی میگا فون پر کچھ اعلان کر رہے تھے۔ میں اور میرے تین ساتھی ہم ایک طرف کنارے پر پہنچ کر چھپنے میں کامیاب ہو گئے۔ اگلے دن ایک فلپائنی لڑکا ہم کو اپنے گاؤں لے گیا گاؤں والوں نے بہت اچھا سلوک کیا، جبکہ ہم بہت خوفزدہ تھے۔ ہم اس گاؤں میں چند دن ٹھہرے یہاں

تک کہ چلنے کے قابل ہو گئے تو اُسی لڑکے نے ایک چھوٹی سی کشتی پر ہم کو لے کر ایک امریکن جہاز تک پہنچایا۔ اس سارے سفر میں شدید خطرہ تھا کہ کسی وقت بھی جاپانیوں کی نظر میں آسکتے ہیں۔ لیکن ہم جہاز تک پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ ہم نے دیکھا جہاز امریکہ کا تھا، جہاز کا پینل امریکہ کا بنا ہوا تھا، اس کا کمپاس اور اسٹیئرنگ امریکہ کا بنا تھا، لوگ سارے امریکن تھے صاف ستھرے صحت مند۔ وہ ہم کو اور ہم ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ زیادہ بولنے کی ہمت ہی نہ تھی۔ اُنہوں نے پوچھا، ''کیسا رہا؟ کیا حال ہے؟'' جواب بس اتنا ہی تھا ''ہم ٹھیک ہیں۔'' ہمارے سامنے سوپ لایا گیا، اس سوپ میں بہت زیادہ سبزی موجود تھی۔ ہم ایک لقمہ لے کر اس کو دیر تک چباتے رہتے اور آج ڈبل روٹی کیک سے زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔ آپ کو یہ سب مزاحیہ لگ سکتا ہے مگر ہم سب کچھ حیرت سے دیکھ رہے تھے، تین سال جاپان کی قید میں رہنے کے بعد، حب الوطنی کیا ہے اور اپنی دھرتی کی کشش کیا ہوتی ہے۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

15۔ ایٹمی دھماکہ کیسے وقوع پذیر ہوتا ہے

سائنس ایٹمی دھماکہ کو اس طرح بیان کرتی ہے کہ ایٹمی دھماکہ کے وقت ایٹم میں کچھ تبدیلیاں واقعہ ہوا کرتی ہیں جن کو سمجھنا ضروری ہے۔ سائنسدان بتاتے ہیں ایٹم کے پھٹنے سے قبل اس کے مرکزہ میں بے انتہا دباؤ پیدا ہوتا ہے اور اس دباؤ کے زیر اثر اس میں پھیلاؤ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں ایک بڑے ایٹمی وزن والا عنصر کم ایٹمی وزن والے دو عناصر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس عمل میں ایٹمی وزن کا جو معمولی حصہ ضائع ہوتا ہے وہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایٹم کا یہی ایک ماڈل نہیں ہے مگر یہ ایک آسان ماڈل ہے جس کے توسط سے لمبے ستونوں کے عمل کو آسانی سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ ایٹمی دھماکہ کے وقت گاما شعائوں، اور اس کے علاوہ نیوٹرانز کی بہت بڑی تعداد خارج ہوتی ہے، کا اخراج ماحول میں درجہء حرارت کو ناقابل بیان حد تک بڑھا دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں آگ کا ایک بڑا سا گولہ بنتا ہے جو بے انتہا گرم ہواؤں کے دوش پر تیزی سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے اس کی شکل ایک بہت بڑی کھمبی نما آگ کی چھتری کی سی ہوتی ہے اور جس تیزی سے یہ بلند ہوتی ہے میلوں دور سے نظر آتی ہے۔ نیوٹرانز کے ساتھ تمام افقی سمتوں میں بھی پھیل جاتی ہیں اور چونکہ ان کا درجہ حرارت انتہائی زیادہ ہوتا ہے اس لئے اپنے راستہ میں موجود تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں۔ ان گرم لہروں کی رفتار، آواز کی رفتار

سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گاماریز جن کی نفوذ کی طاقت بھی غیر معمولی ہوتی اور ان میں ارتعاش بھی بے حد ہوتا ہے یہ سب مل کر دل کی حرکت کو بند کرنے کا باعث بن جاتی ہیں۔ لہٰذا فوری موت کا باعث، ایکس ریز کی حرارت نہیں بلکہ گاماریز کی توانائی ہوتی ہے۔

(بشکریہ: نوموروار)

یورینیم 235 کے مرکزہ میں 143 نیوٹران اور 92 پروٹان ہوتے ہیں۔ اس طرح مرکزہ میں دونوں جمع ہو کر کل ذروں کی تعداد 235 بن جاتی ہے۔ جب کوئی آوارہ نیوٹران یورینیم کے مرکزہ سے ٹکراتا اور اس میں داخل ہو جاتا ہے تو اب کل تعداد یو 236 بن جاتی ہے۔ یو 235 ایک برقرار جبکہ یو 236 کی حیثیت ایک بے قرار مرکزہ کی ہوتی ہے، اس لئے یہ مرکزہ خود کو دوبارہ ترتیب دینے کے لئے دو یا دو سے زیادہ مرکزوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کو ڈاٹر نُکلیائی / بیٹی مرکزہ کہا جاتا ہے۔ ان مراحل میں ایسا ہوتا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ نیوٹران آزاد ہو جاتے ہیں اور جا کر کسی اور دو یا دو سے زیادہ کو بے قرار کر دیتے ہیں۔ اس عمل کو فیوژن کہا جاتا ہے۔ اس میں جو توانائی انرجی خارج ہوتی ہے اس کی مقدار ہائیڈروجن اور آکسیجن کے مل کر پانی بنانے والے عمل سے ایک ہزار ضرب دس لاکھ گُنا ہوتی ہے اور یہ عمل ایک تسلسل میں وقوع پذیر ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی جب دو نیوٹران جا کر دو مرکزوں سے ٹکرائے اور وہاں سے پھر دو دو نیوٹران آزاد ہوئے دو ہم اپنی آسانی کے لئے شمار کر رہے ہیں اب یہ چار جا کر چار مرکزوں سے ٹکرائے تو ان سے آٹھ نیوٹران آزاد ہوئے، اور 8 سے 16 اور 16 سے 32 اور 32 سے 64 اور... اور یہ عمل ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں ہو رہا ہوتا ہے۔

(بشکریہ: نوموروارز)

ایٹمی دھماکہ کا دوسرا عمل جو ہے اس کو فیوژن کا عمل کہا جاتا ہے۔ پلوٹونیم 239 کے مرکزہ میں 145 نیوٹران اور 94 پروٹان ہوتے ہیں اور یہ ایک قرار یافتہ دھات ہے لیکن جب اس کے مرکزہ کو انتہائی دباؤ ملتا ہے تو یہ دو یا دو سے زیادہ مرکزوں میں منقسم ہو جاتے ہیں اس کے بعد اس عمل میں منقسم دو یا دو سے زیادہ ڈاٹر مرکزے آپس میں اکھٹے ہوتے ہیں اور اس عمل کو فیوژن کہا جاتا ہے۔ یہ بھی بالکل اوپر بیان شدہ تسلسل اور رفتار پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں خارج ہونے والی توانائی کی مقدار پچاس ملین گُنا ہوتی

اس توانائی سے جو ہائیڈروجن اور آکسیجن کے پانی بنانے کے عمل میں خارج ہوتی ہے۔ اس ہر دو قسم کے بم کی تفصیل آگے چل کر آئے گی۔

(بشکریہ: نوموروارز)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 جنوری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط5

16۔امریکہ کا جنگی جنون

جولائی 1939ء میں چند سائنسدانوں نے امریکن صدر رُوز ویلٹ سے ملاقات کی جس کے نتیجہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس میں آئن سٹائن کے علاوہ تین اور سائنسدان شامل تھے۔ بعد میں برطانیہ، فرانس اور دیگر چند ملکوں کے سائنسدان بھی شامل ہو گئے، اور یہ سب مل کر 1941ء میں دو قسم کے ایٹم بم بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

اس میں سے ایک فیژن کے عمل پر مشتمل تھا جو ہیروشیما پر گرایا گیا اور دوسرا فیوژن کے عمل پر مشتمل تھا اور یہ ناگاساکی پر بعد میں گرایا گیا۔

ہیروشیما پر بم 6/اگست 1945ء کو بروز سوموار صبح آٹھ بجکر پندرہ منٹ پر جہاز سے ایک پیراشوٹ کے ذریعے سے گرایا اور جہاز اس وقت چوبیس ہزار فٹ کی بلندی پر تھا اور بم گرانے کے بعد جہاز تیزی سے وہاں سے آگے نکل گیا۔ بم دو ہزار دو سو فٹ کی بلندی پر آکر پھٹا۔ ہیروشیما کی اس وقت آبادی چار لاکھ پچاس ہزار تھی۔ دھماکا کے چند سیکنڈ بعد ساٹھ فی صد آبادی ہلاک ہو چکی تھی، اس دھماکہ سے، عمارتیں گرنے سے، آگ سے جھلسنے سے، تابکاری کے اثرات سے اور اس درجہ حرارت سے جو سورج کی بیرونی سطح کے درجہ حرارت سے زیادہ تھا۔ اس کے علاوہ کئی ہزار لوگ متاثر ہوئے اور چند دن بعد فوت ہو گئے۔ قریباً ایک لاکھ لوگ اس بم سے مرے اور اتنے ہی شدید زخمی ہوئے۔ تین دن بعد 9/اگست 1945ء کو ناگاساکی پر بم گرایا گیا جس کی آبادی تین لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ اس بم سے ستر ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور قریباً اتنے ہی شدید زخمی ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح ہو گئی کہ

دنیا اب ایٹمی جنگ میں داخل ہو گئی ہے اور یہ انسانیت سوز جارحانہ فعل کرنے والا امریکہ تھا۔14/اگست 1945ء کو جاپان نے ہتھیار ڈال دیے۔

(بشکریہ: نومور وارز)

امریکن آرمی 1942ء سے 1945ء تک تین سال میں 1.6 ملین سے بڑھ کر آٹھ سو ملین ہو گئی یعنی 500 گنا اضافہ اور نیوی 430,000 سے بڑھ کر 3,800,000 تک جا پہنچی یعنی قریباً 9 گُنا اضافہ۔ اس کے علاوہ جنگی سامان کی پیداوار میں 680 فیصد اضافہ ہوا۔ 1944ء میں امریکہ نے ہوائی طاقت میں اتنی ترقی کر لی تھی کہ جاپان اس کی زد میں آچکا تھا۔ ٹوکیو پر پہلا حملہ جو کیا گیا اس میں 111 جہازوں نے حصہ لیا اور چار دن بعد دوسرا حملہ کیا گیا۔

اس کے علاوہ بوئنگ بی 29 سوپر فورٹریس کے ذریعے ہوائی حملے جاپان پر مسلسل ہو رہے تھے۔ فروری میں 200 بوئنگ بی 29 جہازوں نے جاپان پر حملہ کیا اس کے فوراً بعد ہی دوسرا حملہ میں 300، بی 29 سوپر فورٹریس نے حصہ لیا اور ایک ہزار ٹن وزنی بم گرائے گئے۔ ان گرائے جانے والے بموں کی قسم کا نام تھا ''جیلی فائر بم'' اس کے نتیجے میں پندرہ مربع کلومیٹر تک کوئی عمارت کھڑی نظر نہ آرہی تھی۔ کثرت سے لوگ بے گھر ہو گئے تھے اور صنعتی اداروں میں دھول اُڑ رہی تھی۔

جہاں تک جزائر کا تعلق ہے، تو امریکہ نے بحر الکاہل میں جیما او کی نارا فلپائن جزائر مارشل اور ماریانہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ آسٹریلیا نے نیو گنی پر حملہ کر کے وہاں سے جاپان کو پسپا کر دیا تھا۔ اکیاب جو مغربی برما میں جاپان کا بڑا بحری اور ہوائی اڈہ تھا اس پر برطانوی اور ہندی فوجوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

امریکہ کی دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت

ایکسپریس ٹریبیون کی 18/فروری 2012ء کی اشاعت میں درج ہے کہ امریکی ایوان نمائندگان میں قرارداد پیش کی گئی ہے کہ امریکہ کیوں امداد فراہم کر رہا ہے ان کو جو بلوچ عوام پر ظلم کر رہے ہیں۔ کانگریس کے رکن دانا رورابیکر نے کہا کہ بلوچ عوام کو اپنے لئے ایک آزاد ملک کا حق حاصل ہے۔ بلوچوں کو ماورائے عدالت قتل کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف امریکی دفتر خارجہ نے شدت سے اس قرارداد کی مذمت کی ہے اور اس کو کسی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے اور اس کو

بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ امریکہ میں قائم بلوچ امریکن کانگریس (B A C) نے 26/مارچ 2012ء کو کہا ہے کہ بلوچستان میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بند کیا جائے۔ حال ہی میں امریکہ نے ایک خاتون کو آزاد بلوچستان کی صدر مقرر کر دیا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ دو تین ممالک نے اسے تسلیم بھی کر لیا ہے۔ یہ سب واقعات امریکہ کی جنونی کیفیت کے اوپر گواہ اور ثبوت ہیں۔

پاکستان کے ایک سیاستدان فضل الرحمان خان (مولانا) نے اپنے ایک انٹرویو میں ایک ٹی وی چینل ''اب تک'' کے پروگرام ''دی رپورٹر'' میں جو بیان دیا اس میں انہوں نے امریکہ کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ جو بائیڈن ایک عرصہ تک سینیٹر اور نائب صدر رہے ہیں اور ایک منجھے ہوئے سیاستدان ہیں اور اب جبکہ وہ امریکی صدر ہیں تو ان کی سیاسی سوجھ بوجھ سے پوری دنیا کی انسانیت کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ یہ ایک ثبوت ہے کہ کس طرح امریکہ دوسرے ممالک کے لوگوں اور تنظیموں کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتا اور ان کے ذریعہ ان ممالک کے اندرونی معاملات میں اپنی من مانی کرتا ہے۔ حال ہی میں پاکستان میں تحریک عدم اعتماد کامیاب کروانے کے لئے نو (9) بلین ڈالر تقسیم کئے جانے کی خبریں میڈیا میں ہیں۔ رقم تقسیم کی اس ساری کاروائی کے لئے سندھ ہاؤس استعمال ہوا اور سب کو دکھا کر اکیس سے تیئس کروڑ روپے وفاداری تبدیل کرنے کی فی ممبر قومی اسمبلی قیمت لگی۔ اس کامیاب رجیم چینج کے بعد راہول گاندھی نے وزیر اعظم نرندرا مودی سے طنزاً کہا کہ کئی سو بلین کا اسلحہ خریدنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ 9 بلین میں پاکستان میں اپنی پسند کی حکومت قائم کی جا سکتی ہے۔

امریکہ کے بارے میں ایک ہندوستانی مصنف جس کا نام آروندہاتی رائے ہے نے امریکہ میں اپنی ایک تقریر میں کہا 2003ء سے یہ تقریر یوٹیوب پر موجود ہے۔

"U.S CAN DO WHAT THE HELL SHE WANTS TO DO AND THAT'S OFFICIAL"

امریکہ نے 3/جولائی 1988ء کو خلیج فارس میں موجود میزائل کو حادثاتی طور پر چلا دیا اور اس (ایران ائیر لائن) نے ایک مسافر بردار ہوائی جہاز کو گرا دیا جس کے نتیجے میں 290 مسافر جان بحق ہو گئے تو اس وقت کے امریکی صدر جارج بش (اول) نے جو اس وقت اپنی انتخابی مہم پر تھا جب اس کو تبصرہ

کرنے کو کہا گیا تو اس نے کہا کہ ''میں کبھی بھی امریکہ کی طرف سے معذرت نہ کروں گا، قطع نظر اس کے کہ حقائق کیا ہیں''۔ جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو اس وقت نیویارک ٹائمز نے ایک سروے کے مطابق بتایا کہ 42 فیصد لوگوں کو یقین ہے کہ صدام حسین 11/ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گان پر ہونے والے حملوں میں براہ راست ملوث تھا۔ پھر ایک سروے میں بتایا گیا کہ 55 فیصد امریکن لوگوں کو یقین ہے کہ صدام حسین براہ راست القائدہ کو امداد دے رہا تھا۔ ان اندازوں میں سے کوئی بھی حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ سب کا سب ایک بنا بنایا جواب کسی کے منہ میں ڈال کر اس سے کہلوانے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ لہٰذا یہ سب پروپیگنڈا ہے جس کو نام نہاد آزاد صحافت کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ صحافت اپنی ذات میں ایک کھوکھلا ستون ہے جس پر امریکہ کی جمہوریت کا انحصار ہے۔ امریکہ کے عراق پر حملہ کی حمایت میں جو کثیر منزلہ عمارت امریکی میڈیا نے تیار کی تھی یہ ہی وہ غلط بیانی اور دھوکا دہی ہے جس کو یو ایس حکومت کی پوری حمایت حاصل ہوتی ہے۔

جس طرح ہم (امریکہ) نے عراق اور القائدہ کے تانے بانے دریافت کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا تھا اسی طرح عراق نے جو وسیع تر تباہی کے ذمہ دار ہتھیار تیار کئے تھے ان کا بھی ہم نے سراغ لگا لیا تھا۔ جارج بش (جونیئر) وہ تو اس حد تک چلا گیا کہ اس نے کہا کہ یہ تو ایک خودکش حماقت ہوگی اگر امریکہ عراق پر حملہ نہ کرے۔

اسی طرح ایک غریب عوام پر مشتمل ایک ملک پارانویا پر حملہ کر کے امریکہ نے اسے تباہ و برباد کر دیا، یہ امریکہ کا تازہ ترین ظالمانہ فعل ہے۔ جبکہ اس نے اس سے قبل کیوبا، نکاراگووا، لیبیا، گراناڈا اور پانامہ کو تباہ کر دیا تھا۔ اس وقت امریکہ نے ایک نیا جال ایک نئی شکل کے ساتھ پھینکا ہے جس میں اس کی حکمت عملی کو دوسرے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ

U.S CAN DO WHAT THE HELL SHE WANTS TO DO, AND ITS OFFICIAL.

17۔عالمی جنگیں اور جاپان

جاپان میں 1853ء میں صنعتی ترقی کافی عروج پر تھی لیکن اس کو خام مال کی کمی کا سامنا تھا جس کے حصول کے لئے جاپان نے مختلف ممالک کی طرف چڑھائی کی۔ 1875ء اور 1879ء کے درمیان جاپان نے کیوریل، بونین اور جزائر رے یوکیو پر قبضہ کر لیا اور 1891ء میں اس نے والکانو گروپ پر قبضہ کر لیا۔ 1894ء اور 1895ء میں چین کے ساتھ جنگ میں جاپان نے فارموسا، پسکاڈو، اور آرتھر کی بندرگاہ پر قبضہ کر لیا مگر روس، جرمنی اور فرانس کے دباؤ میں اس کو یہ بندرگاہ خالی کرنا پڑ گئی۔ روس کے ساتھ کامیاب لڑائی کے بعد 1905ء میں جاپان نے دوبارہ یہ بندرگاہ قبضہ کر لی اور اس کے ساتھ سخالین جزیرہ کا جنوبی حصہ اور کوریا پر قبضہ کر لیا۔ 1910ء میں جاپان نے کوریا کو مکمل طور پر اپنی نوآبادی بنا لیا۔ جاپان نے 1919ء میں جزیرہ گوم کے علاوہ ماریانہ، کارولین اور مارشل جزائر کے اوپر قبضہ حاصل کر لیا۔ 1931ء میں جاپان نے منچوریا پر قبضہ کر لیا اور اس کو اپنا صوبہ بنا لیا اور اس کا نام مان چوکو وار کھ دیا۔ اس طرح سے جاپان کی دشمنی چین کے ساتھ شروع ہو گئی اور جاپان کی فوجوں نے 1937ء جولائی کو مارکوپولو پل کراس کر کے چین پر حملہ کر دیا۔ اس ساری اپنی غاصبانہ اور توسیع پسندانہ کاروائیوں کو جاپان نے ''عظیم مشرقی ایشیا کی باہمی ترقیاتی کا محیط'' کا نام دیا اور اس کا درپردہ مقصد یہ تھا کہ جاپان کو منچوریا سے آسٹریلیا تک اور جزائر فجی سے خلیج بنگال تک کے علاقہ پر معاشی برتری حاصل ہو جائے۔ 1941ء میں چین اور جاپان کے مابین جنگ ہو رہی تھی اس جنگ میں امریکہ اور برطانیہ بھی دلچسپی رکھتے تھے کیونکہ امریکہ کچھ عرصہ سے چین کو مسلسل مالی امداد دے رہا تھا۔ فرانس نے جاپان کو عارضی طور پر قبضہ کی پیشکش کر دی جب جاپان کے جہاز خلیج کامرانہ میں پہنچے تو امریکہ نے جاپان پر پابندیاں لگا دیں اور 33000000 پونڈ سٹرلنگ کے بنک اکاؤنٹس کو منجمد کر دیا۔ اس کے علاوہ برطانیہ نے جاپان کے ساتھ اپنے معاہدات کو ختم کرنے کی دھمکی دے دی۔ 1942ء میں جاپان نے فلپائن، انڈونیشیا، برما اور ملایا پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال جون میں امریکی بحری بیڑے نے جاپان کو مڈوے کی بحری مہم میں شکست دے دی۔ 1943ء میں سقوط منیلا کے بعد جاپانیوں کے راستے میں ایک ہی امریکن دفاعی پوسٹ تھی جو باتاں میں بنی ہوئی تھی اس لئے اب فوجیں نوزون میں داخل ہونا شروع ہو گئیں۔ ہزاروں جاپانی فوجی پیدل اور ٹرکوں کے ذریعے

باتاں میں داخل ہو گئے۔ جاپان جلد از جلد فلپائن پر قبضہ مکمل کرنا چاہتا تھا۔ یہ آسٹریلیا جانے کے راستے میں آخری رکاوٹ تھی، جاپان چاہتا تھا کہ انڈونیشیا، انڈیا وغیرہ کو فتح کرلے تاوہ اتنے وسائل حاصل کرلے کہ باقی ماندہ ایشیا پر قبضہ کرسکے۔ فلپائن پر قبضہ کے بعد جاپان نے اپنا بھاری توپ خانہ ماری ویلز کے پہاڑ پر قائم کر دیا تھا اور اس طرح اپنے دشمنوں کی توپوں کو خاموش کروادیا، اور خاردار تار جو لگی ہوئی تھی اس کو خاص طور پر تباہ کر دیا۔ لیکن اس کے بعد امریکہ نے جاپان کی دندناتی افواج کی کمک کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنی شروع کر دیں۔ 1944ء امریکہ نے جاپان کے مختلف شہروں پر ہوائی حملے شروع کر دیئے اور پھر اگلے سال ہی 1945ء میں امریکہ نے وہ کام کر دیا گیا جس کا تصور ہی تاریخ انسانی میں موجود نہ تھا، جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر یکے بعد دیگرے ایٹم بم گرادیئے گئے۔ تباہی جو اس کے نتیجہ میں ہوئی اس کا ذکر بہت ہی ہولناک ہے اور اب جاپان کے پاس جنگ سے دستبردار ہونے کے سوا چارہ نہ تھا۔

18۔ عالمی جنگوں میں جرمنی کا تذکرہ اور احوال

ہٹلر کے ایک قریبی اور بہت معتمد رفیق کار نے اپنی یاداشتوں میں لکھا ہے کہ ہٹلر کا خیال تھا کہ وہ بہت پر کشش شخصیت کا مالک ہے صنف نازک کے لئے اور وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ جب کوئی عورت مجھ سے متاثر ہوتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ جرمن چانسلر سے متاثر ہو رہی یا روڈولف ہٹلر سے۔ ایوابراؤن کا تعلق ایک درمیانے طبقے کے گھرانے سے تھا اور اُس کے والدین آخر وقت تک اپنی اُسی گمنامی میں رہنا پسند کرتے رہے۔ ایوابراؤن بھی سادہ طبیعت کی مالک تھی سادہ لباس پہنتی وہ قیمتی زیورات جو کرسمس وغیرہ پر تحفہ میں ملتے تھے کم ہی استعمال کرتی تھی۔ روسی موسم سرما 1942ء میں ہٹلر نے شکست کے غم سے پریشان جوانوں کو بتایا کہ ہم جنگ اس لیے ہارے تھے کہ ہماری فوج کو غیر آریائی لوگوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا تھا۔ جرمن جو کہ خالص آریائی باشندے ہیں ہر لحاظ سے برتر و افضل ہیں اور ایک دفعہ جب دنیامیں اُن کی حکومت ہو گی تو دنیا جنت بن جائے گی۔ جون 1941ء کو جرمنی نے روس پر حملہ کیا تو اس وقت جرمن فوجی اپنے آپ کو نجات دہندہ گردان رہے تھے اور جوں جوں ان کو کامیابیاں ملتی رہیں تو ہر رینک کا جرمن اس نشے میں سرشار تھا کہ وہ بالاتر اور افضل ہیں۔ جوں جوں جرمن فوجیں ماسکو کے

قریب ہو رہی تھیں روسی دفاع مضبوط ہوتا جا رہا تھا اور دوسری طرف موسم سرما میں شدت آتی جا رہی تھی۔ صورتحال اس قدر مخدوش ہو گئی کہ فوج اور ان کے ٹینک اس منجمد ماحول میں پھنس کر رہ گئے تھے۔ لیکن ان کے مورال کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک جرمن خاتون نے چند خطوط جو اپنے منگیتر کو لکھے تھے اور وہ محاذ پر ہلاک ہو چکا تھا ان خطوط کو ایک اس کے ساتھی نے کھول کر پڑھا اور اس خاتون کو جواب میں لکھا "ایک عورت کا مقام اس کا گھر اور اس کے بچے ہیں۔ ہماری فتح کا مطلب ہوگا ایک عظیم تر جرمنی اور یہ ایک معمولی قربانی جو آپ کے منگیتر نے دی ہے یہ اس کی طرف اور آپ کی طرف واپس آئے گی ہزار گنا بڑی ہو کر اور اس میں تمام جرمن قوم کا مفاد ہے" اسی فوجی نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ جنگ عظیم دوم میں انٹرنیشنل ریڈ کراس نے جرمن شہریوں اور فوجیوں کی کوئی مدد نہیں کی اور اس کی وجہ تھی کہ جرمن ریڈ کراس کو گسٹاپو چلا رہی تھی۔ البتہ خطوط اور پارسل کی ترسیل تک انٹرنیشنل ریڈ کراس نے جرمن فوجیوں کی مدد کی تھی۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

جنگ عظیم اول کے اختتام پر ورسیلز کے معاہدہ میں جرمنی کو پابند کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنے تمام جنگی جہاز تباہ کر دے گا۔ مزید برآں جرمنی کو سختی سے منع کیا گیا تھا کہ وہ اپنی ائیر فورس نہیں بنائے گا۔ اس معاہدہ کے مطابق بس گلائیڈر اور چھوٹے سپورٹس جہازوں پر پابندی نہیں لگائی گئی تھی اس صورتحال میں جرمنی ہوائی جہاز کی صنعت سے متعلق جو ادارے تھے ان کو دوسرے ملکوں میں جانا پڑا تا وہ نئے ہوائی جہازوں کے ڈیزائن اس معاہدہ کے ہوتے ہوئے بنا سکیں۔ البتہ مئی 1926ء میں جرمنی کو روس کے متوقع حملہ کے سدِباب کی خاطر جہاز بنانے اور ہوائی حملہ سے قبل انتباہ کا نظام قائم کرنے کی اجازت مل گئی اور 1932ء میں جرمنی یہ نظام بنانے کے قابل ہو گیا۔ لیکن درپردہ حقیقت یہ تھی کہ جرمنی نے "اینٹی ائیر کرافٹ" نظام اور جنگی جہازوں کو ہوائی حملہ کی صورت میں مار گرانے کا نظام تیار کر لیا ہوا تھا۔ جب 1933ء میں ہٹلر نے اقتدار سنبھالا تو اس وقت تھیوری کی حد تک تمام تیاریاں مکمل تھیں اور ایک مضبوط ائیر فورس کا قیام بالکل ممکن تھا۔ 1937ء میں گورنگ نے چار انجن والے جنگی جہاز کی پیداوار کو روک کر چھوٹے جنگی جہاز جو جنگی محاذ پر زمینی فوجوں کے مددگار ہوں بنانے شروع کر دیئے تھے۔ اسی جرمنی میں جتنے امیدوار کمرشل پائلٹ بننے کے لئے آتے ان سب کو مشورہ دیا جاتا کہ وہ سپین چلے جائیں اور لڑاکا

پائلٹ بن کر واپس آئیں۔ جنگ عظیم اول کے بعد صدر روزویلٹ نے ہتھیاروں کی ترسیل پر جنگجو ممالک پر پابندی لگا دی تھی۔ اس کا سب سے زیادہ نقصان انگلینڈ اور فرانس کو ہوا۔ معاہدہ کرنے والوں نے گو جرمنی کو اس نشانہ پر لیا تھا مگر وہ تو اپنے مالِ غنیمت میں سے اسلحہ کی مرمت کا کام اور تشکیل نو کرتا رہا۔ پھر 1940ء میں صدر روزویلٹ نے کہا کہ ہم ریپبلکن، ڈیموکریٹس اور آزاد اس بات پر متفق ہیں کہ برطانیہ کو تمام ممالک اپنی صنعتوں کی مصنوعات ارسال کریں۔ برطانیہ نے نومبر 1940ء تک چار اعشاریہ پانچ بلین ڈالر کا اسلحہ خرید چکا تھا۔ مگر مسئلہ یہ درپیش تھا کہ خوراک اور مشینری اور مزید اسلحہ کی خریداری کہاں سے کرے؟ جرمنی ہر ماہ چالیس آبدوزیں تیار کر رہا تھا اور کئی جہازوں کو جو برطانیہ کے لئے سپلائی لے کر جارہے تھے ڈبو رہا تھا۔ اُس وقت کینیڈا کے پاس ایک بحری جہاز تھا جو 150 فٹ لمبا تھا اور اس پر آگے اور پیچھے توپیں لگی ہوئی تھیں۔ اس کا نام کورویت تھا اور اس میں یہ بھی خوبی تھی کہ یہ آبدوز کی نشان دہی کر لیتا تھا۔

(بشکریہ: اے ٹیسٹ آف وار)

19۔خواب، رؤیا، پیش خبریاں اور جنگ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقل مند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتا نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے؟ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ

دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پَر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۶﴾ (بنی اسرائیل:16)(یعنی ہم کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے جب تک ہم وہاں کوئی نبی مبعوث نہ کر لیں اور مسیح محمدی تو ساری دنیا کے لئے آئے ہیں)۔ فرمایا: ”اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔“ اس کے آگے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اقتباس بھی ہے جو اکثر پڑھا جاتا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ: ”اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پَر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشمِ خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رؤیا

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا۔“

(الحکم 31/ جنوری 1903ء صفحہ 15)

پانچ عالمگیر تباہیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ مؤرخہ 20/ اکتوبر 1967ء میں ارشاد فرمایا:

”ہمیں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود و مہدی معہود کے زمانہ میں دو طاقتیں ایسی ابھریں گی کہ دنیا ان میں بٹ جائے گی اور کوئی اور طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی پھر وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کر کے اپنی تباہی کا سامان پیدا کریں گی لیکن یہ صرف اس ایک جنگ کے بارے میں ہی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ بانی سلسلہ احمدیہ نے پانچ عالمگیر تباہیوں کی خبر دی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے متعلق آپؑ نے فرمایا تھا کہ دنیا سخت گھبرا جائے گی مسافروں کے لئے وہ وقت سخت تکلیف کا ہوگا ندیاں خون سے سرخ ہو جائیں گی یہ آفت یک دم اور اچانک آئے گی۔ اس صدمہ سے جوان بوڑھے ہو جائیں گے پہاڑ اپنی جگہوں سے اڑا دیئے جائیں گے بہت سے لوگ اس تباہی کی ہولناکیوں سے دیوانے ہو جائیں گے یہی زمانہ زارِ روس کی تباہی کا ہوگا...... حکومتوں کا تختہ الٹ دیا جائے گا شہر قبرستان بن جائیں گے۔ اس تباہی کے بعد ایک اور عالمگیر تباہی آئے گی جو اس سے وسیع پیمانے پر ہوگی اور زیادہ خوفناک نتائج کی حامل ہوگی۔ وہ دنیا کا نقشہ ایک دفعہ پھر بدل دے گی اور قوموں کے مقدر کو نئی شکل دے دے گی۔ کمیونزم بہت زیادہ قوت حاصل کر لے گی اور اپنی مرضی منوانے کی طاقت اس میں پیدا ہو جائے گی اور وہ وسیع و عریض رقبہ پر چھا جائے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا مشرقی یورپ کے بہت سے حصے کیمونسٹ ہو گئے اور چین کے ستر کروڑ باشندے بھی اسی راستے پر چل پڑے اور ایشیا اور افریقہ کی ابھرتی ہوئی قوموں میں کیمونزم کا اثر و نفوذ بہت بڑھ گیا ہے دنیا دو متحارب گروہوں میں منقسم ہو گئی ہے جن میں سے ہر ایک جدید ترین جنگی ہتھیاروں سے لیس ہے اور اس بات کے لئے تیار ہے کہ انسانیت کو موت و تباہی کی بھڑکتی ہوئی جہنم میں دھکیل دے۔

پھر فرمایا:

”لیکن یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں ڈالی جاسکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے۔ وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کرے فسق و فجور سے باز آجائے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے لگے اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کر لے مگر اس کا انحصار تو ان قوموں پر ہے جو اس وقت طاقت اور دولت اور قومی عظمت کے نشہ میں مست ہیں کہ آیا وہ اس مستی کو چھوڑ کر روحانی لذت اور سرور کے خواہاں ہیں یا نہیں؟ اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہونگی اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے نہ بچا سکے گا۔ پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدائے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور صداقت کو قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 932-935)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا رؤیا

آپ اپنے خطبہ جمعہ یکم دسمبر 1989ء میں بیان فرماتے ہیں:

”جن دنوں ایران میں انقلاب آرہا تھا1977ء–1978ء کی بات ہے......میں نے رؤیا میں دیکھا...... ایک بڑے وسیع گول دائرے میں نوجوان کھڑے ہیں اور وہ باری باری عربی میں بہت ہی ترنم کے ساتھ ایک فقرہ کہتے ہیں اور پھر انگریزی میں گانے کے انداز میں اس کا ترجمہ بھی اسی طرح ترنم کے

ساتھ پڑھتے ہیں اور باری باری اس طرح منظر ادلتا بدلتا ہے۔ پہلے عربی پھر انگریزی پھر عربی پھر انگریزی اور وہ فقرہ جو اس وقت یوں لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیت ہے۔ لا یعلم اِلا ھو۔ لا یعلم اِلا ھو کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے۔ کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے......پھر میری نظر پڑتی ہے عراق کی طرف۔ شام مجھے یاد ہے، عراق یاد ہے، اور پھر ایران کی طرف، پھر افغانستان پھر پاکستان، مختلف ملک باری باری سامنے آتے ہیں اور مضمون دماغ میں یہ کھلتا ہے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے جو عجیب واقعات رونما ہو رہے ہیں جو انقلابات آ رہے ہیں ان کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتا نہیں۔ ہم ان کو اتفاقی تاریخی حادثات کے طور پر دیکھ رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً رونما ہونے والے واقعات ہیں مگر رؤیا میں جب وہ مل کر یہ گاتے ہیں تو اس سے یہ تاثر زیادہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اتفاقاً الگ الگ ہونے والے واقعات نہیں ہیں بلکہ واقعات کی ایک زنجیر ہے جو تقدیر بنا رہی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں مگر ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ لا یعلم اِلا ھو۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 782-783)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 7 فروری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط نمبر 6

22۔ دنیا میں قیام امن کے لئے ہر ایک کو اپنا کردار لازماً ادا کرنا ہو گا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”جماعت احمدیہ کو آواز بلند کرنی چاہئے اور وہاں رائے عامہ کو بیدار کرنا چاہئے اور ہر ملک میں بیدار کرنا چاہئے اور بار بار اخبارات میں لکھ کر اور لیڈروں سے مل کر ان کو سمجھانا چاہئے کہ ہم بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں آج اگر ہم نہ سنبھلے تو کل جو حالات پیدا ہونے والے ہیں اور مجھے دکھائی دے رہے ہیں ان میں اس سے زیادہ خوفناک عالمی جنگوں میں انسان کو جھونکا جائے گا جس کے تصور سے بھی آج ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہے گی اس جنگ کے مقابل پر جس کی تیاری آج امریکہ تمام دنیا کے لئے کر رہا ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 73-74)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 9/ مئی 2003ء میں فرمایا:

”آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی خبریں جو اس زمانہ میں ظاہر ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتی چلی جائیں گی جن کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے اس میں جو ہم آج کل دیکھتے ہیں اس میں Radiation کا عذاب ہے اور Atomic Warfare ہے۔ فرمایا يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۹﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۱۰﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۱﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿۱۲﴾

(المعارج: 9 تا 12)

جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے اور کوئی گہرا دوست کسی گہرے دوست کا (حال) نہ پوچھے گا۔ وہ اُنہیں اچھی طرح دکھلا دیے جائیں گے۔ مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے سکے اپنے بیٹوں کو۔

جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ آسمان کَالْمُھْل یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح دکھائی دے۔ اس میں Radiation کے عذاب کی طرف اشارہ ہے جو کہ اتنی خوفناک چیز ہے کہ اب تک جہاں جہاں تجربے ہوئے ہیں وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھتا۔ یہاں تک کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور ہر ایک کے اندر Atomic Warfare سے یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت کسی سے پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتی ہیں کہ اس مصیبت سے نجات ہو کسی طرح۔

دوسری جنگ عظیم میں یہ نظارے دیکھے گئے حالانکہ وہ بہت کم طاقت کے ایٹم بم تھے اور اب تو اس سے کئی گنا زیادہ طاقت کے ایٹم بم تیار ہو چکے ہیں اور اس وقت جو دنیا کے حالات ہیں وہ یہی نظر آرہے ہیں کہ دنیا بڑی تیزی سے تباہی کے کنارے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پس آج ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ کا فرض ہے، جس کے دل میں انسانیت کا درد ہے کہ انسانیت کو بچانے کے لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ دنیا خدا کو پہچان لے اور تباہی سے جس حد تک بچ سکتی ہے بچے۔"

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 29-30)

In 2004, His Holiness launched the annual National Peace Symposium in which guests from all walks of life come together to exchange ideas on the promotion of peace and harmony. Each year, the symposium attracts many serving ministers, parliamentarians, politicians, religious leaders and other dignitories.

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22/اکتوبر 2008ء کو برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے "عالمی مسائل کی بابت اسلامی نقطۂ نظر" کے زیر عنوان ایک عظیم الشان مضمون بیان فرمایا:

اپنے اس خطاب میں آپ نے بہت سی جہت سے امن عالم کی تباہی کے اسباب اور اہم وجوہات کا ذکر فرمایا اس میں آپ نے ایک وجہ یہ بیان فرمائی کہ انصاف کا نفاذ حقیقی معنوں میں نہ کیا جانا، اسی طرح ایک اور بہت بڑی وجہ آپ نے بیان فرمائی کہ سودی نظام کے ذریعے استحصال۔

آپ کے خطاب کا اردو مفہوم

گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں لڑی گئیں۔ ان کی وجوہات جو بھی ہوں ایک وجہ جو سب سے اوپر سامنے آتی ہے کہ انصاف کو اس کی حقیقی شکل میں نافذ نہ کیا گیا۔ جس صورتحال کو سمجھا گیا کہ آگ کو بجھا دیا گیا ہے دراصل اس کو وقتی طور پر دبا دیا گیا اور اس طرح کے انتظام میں بعدہٗ ایک زور دار آگ بھڑک کر ساری دنیا کو دوسری دفعہ گھیر لیتی ہے۔ آج کل بے چینی بڑھ رہی ہے اور جنگ اور امن کی کوششیں ایک اور عالمی جنگ کا پیش خیمہ بنتی نظر آرہی ہیں۔ مزید بر آں موجودہ معاشی اور معاشرتی مسائل اس صورتحال کو مزید بگاڑنے کا سبب بنیں گے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 16)

ترقی یافتہ ممالک کا غیر ترقی یافتہ ممالک کی معدنیات اور دوسرے وسائل کی لوٹ گھسوٹ، اس بارے میں فرمایا:

اردو مفہوم: اس بارہ میں کئی مصنفین جنہوں نے اس سے قبل بطور مشیر حکومتوں کے ساتھ کام کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ کیسے ایک ملک نے کسی دوسرے ملک کے وسائل کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ یہ مصنفین کہاں تک سچے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، لیکن ان کتابوں کو پڑھ کر ان لوگوں کے دلوں میں شدید انگیخت پیدا ہوتی ہے جو اُن غریب ممالک سے محبت رکھتے ہیں اور یہ ایک بہت بڑی وجہ ہے جو دہشت گردی کو بڑھا رہی ہے اور ایک دوڑ شروع ہو گئی ہے ایسے ہتھیاروں کی جو بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے میں کام آسکیں۔ 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، نے جرمنی کے ملٹری ہیڈ کوارٹرز میں خطاب فرمایا اور آپ نے "اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وطن سے محبت اور وفا"

کی ذیل میں قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا اسلام ہمیں منافقت اور دوغلے پن سے منع فرماتا ہے۔ سچی وفاداری کا تقاضا ہے کہ تعلق کلیۃً مخلصانہ ہو۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 19)

اردو مفہوم : اسلام کا اولین اور عظیم بنیادی اصول یہ ہے کہ کسی شخص کے قول اور فعل میں دورنگی یا منافقت نہیں ہونی چاہئے۔ سچی وفاداری ایسے تعلقات کا تقاضا کرتی ہے جن کی بنیاد خلوص اور پختہ یقین پر ہو۔

آپ نے مزید فرمایا:

اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ حُبُ الوَطنِ مِنَ الْاِیْمَان (حدیث نبوی ﷺ) یعنی وطن سے محبت ایمان کے اجزاء میں سے ایک ہے...... فرمایا: بہترین طریق یہی ہے کہ دنیا اپنے خالق کو پہچان لے۔ ہر قسم کی وفاداری کا معیار خدا تعالیٰ کے ساتھ فرد کی وفا کے معیار سے منسلک ہے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ہم خود اپنی آنکھوں سے ایک اعلیٰ معیار کی وفاداری تمام ممالک کے عوام میں اپنے اپنے وطن کے لئے دیکھیں گے اور اس طرح سے ہمارے لئے دنیا میں امن اور سلامتی کی نئی شاہراہیں کھل جائیں گی۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 28)

اردو مفہوم : اس کو کا بہترین طریق یہی ہے کہ دنیا اپنے خالق کو پہچانے۔ ہر قسم کی وفا کا معیار اللہ تعالیٰ کے سر انجام دینے ساتھ وفا کی روشنی میں پر کھا جائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ ہر ملک کے عوام نے ایک اعلیٰ معیار وفا کا اپنا لیا ہے اور ساری دنیا میں ہر علاقہ میں ایسی نئی شاہراہیں کھل جائیں گی جو ہم کو امن اور تحفظ کی طرف لے چلیں گی۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 37)

مارچ 2012ء کو جماعت احمدیہ نے نویں سالانہ امن سمپوزیم کا انعقاد کیا۔ اس سمپوزیم کا موضوع تھا:

The Devastating Consequences of a Nuclear War and the Critical Need for Absolute Justice

ترجمہ: ایٹمی جنگوں کے ہولناک نتائج اور بے لاگ انصاف کی اشد ضرورت۔

حضور نے اپنے خطاب میں فرمایا:

اردو مفہوم : کہا جاتا ہے کہ اگرچہ سات دہائیاں گزر چکی ہیں مگر ایٹمی تابکاری کے بد اثرات آج تک جو بچے پیدا ہو رہے ہیں اُن کی تخلیق میں نظر آتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو اتفاقاً بندوق کی گولی لگ جائے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ وہ علاج معالجہ سے تندرست اور نارمل زندگی میں لوٹ آئے گا، لیکن اگر ایٹمی جنگ شروع ہوتی ہے تو جو اس کی زد میں آئیں گے اُن کے بارے میں ایسا بالکل نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ جو بچ جائے گا وہ دیکھے گا کہ ان کی موت آناً فاناً ہوئی، وہ ایک بت کی طرح جم گئے، اور اُن کی جلد پگھل چکی تھی۔ پینے کا پانی، خوراک اور ہر قسم کا سبزہ اس تابکاری سے لتھڑ جائے گا اور اس کے بعد تابکاری کے یہ اثرات بیماریوں کا باعث بنتے چلے جائیں گے۔ وہ علاقے جو اس جائے حادثہ سے دور ہوں گے اور بلاواسطہ نشانہ نہ بنیں گے اور وہاں تابکاری کے اثرات کمتر ہوں گے وہاں بھی بیماریوں کی بہتات ہو جائے گی اور عمومی صحت بہت زیادہ متاثر ہو گی اور آنے والی نسلیں بھی بہت سے خطرات سے دوچار ہو جائیں گی۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 51)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 اور 4/ دسمبر 2012ء کو برسلز میں یورپین یونین کے 30 ممالک کے 350 اراکین کو خطاب فرمایا۔ اس خطاب کا عنوان تھا:

عالمی یکجہتی-عالمی امن کی کنجی ہے

اس خطاب سے چند اقتباسات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

اردو مفہوم : فرمایا یورپین یونین کا قیام یورپی ممالک کی بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ اس طرح سے آپ نے ایک براعظم کو متحد کیا۔ پس آپ کو اس اتحاد کو قائم رکھنے کی خاطر ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے اور اس کی بنیاد ایک دوسرے کے حقوق کا احترام ہے۔ عوام الناس میں پائے جانے والے تفکرات اور خوف کو دور کرنا ضروری ہے۔ ایک دوسرے کی معاشرت کے تحفظ کے لئے، آپ کو ایک دوسرے کے معقول مطالبات کو ماننا چاہیئے اور یہ تو بہر طور ضروری ہے کہ کوئی فریق غیر معقول مطالبات نہ ہی کرے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE Page 106)

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

اردو مفہوم : ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دنیا میں بسنے والے افراد بھلے وہ افریقہ، یورپ، ایشیا یا کسی اور براعظم سے تعلق رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کو شاندار دماغ دیا ہوا ہے۔ اگر تمام گروہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو نسل انسانی کی بہبود کے لئے استعمال کریں تو ہم دیکھیں گے کہ یہی دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔ بہر حال اگر ترقی یافتہ ممالک غیر ترقی یافتہ یا کم ترقی یافتہ ممالک کی ترقی اور تعمیر کو دباتے رہیں گے اور اُن کے زرخیز دماغوں کو مواقع نہیں دیں گے تو ایسی صورت میں بے چینی بڑھے گی اور بدامنی پھیلے گی اور بین الاقوامی امن کو برباد کر دے گی۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE Page 51)

مؤرخہ 23/مئی 2015ء کو ٹوکیو میں حضور نے ارشاد فرمایا: کئی سالوں سے میں خبر دار کر رہا ہوں کہ دنیا اس بات کو تسلیم کرے کہ کسی ایک علاقہ میں جنگ جو لڑی جائے گی وہ دنیا کے دوسرے علاقوں کا امن و امان اور سکون متاثر کر سکتی ہے اور کرے گی۔

حضور نے بارہویں نیشنل پیس سیمپوزیم سے خطاب کے دوران فرمایا: اب جب کہ کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک اور عالمی جنگ سے بچنا بہت مشکل ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ وقت ہے دنیا جاگے اور اس خطرہ کی روک تھام کرے۔ ایسا کرنے کے لئے تمام دنیا کے لوگ اور ان کے سربراہان کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ صرف ایک رخ کو دیکھنا چھوڑیں اور یہ کہ صرف اپنے مفادات کا تحفظ ہی ان کے پیش نظر نہ ہو۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 108)

جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام 27/جون 2012ء کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی میں خطاب فرمایا۔ حاضرین میں امریکن کانگریس اراکین، سینیٹرز، ایمبیسیڈرز، وہائٹ ہاؤس اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سٹاف، سربراہان، مذہبی سربراہان، پروفیسرز، پالیسی ایڈوائزرز، بیوروکریٹس، نمائندگان تھنک ٹینکس اور پینٹا گان اور صحافی

شامل تھے۔ اس خطاب کو بہت بڑی تعداد میں جن بااثر سیاستدانوں اور عہدیداران نے سنا اور ان میں ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز کی ڈیموکریٹ لیڈر عزت مآب نینسی پولیسی بھی شامل ہیں۔ اس خطاب کا عنوان:

شاہراہِ امن...... قوموں کے مابین منصفانہ تعلقات

اس خطاب سے چند اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

پس اسلام نے ہماری توجہ امن کے مختلف ذرائع کی طرف دلائی ہے۔ یہ مکمل انصاف کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ تمام صورتوں میں سچی گواہی دی جائے۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ دوسروں کے اموال کو حاسدانہ نظروں سے نہ دیکھا جائے۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک اپنے خالص ذاتی مفادات کو ایک طرف رکھ دیں بلکہ ان پر لازم ہے کہ ترقی پذیر ممالک کو بے لوث اور بے غرض امداد اور خدمات مہیا کریں۔ اگر ان تمام ہدایات کو ممالک اپنا منشور بنائیں گے تو ہی سچا اور دیرپا امن قائم ہو سکتا ہے۔ اگر متذکرہ بالا تمام امور پر عمل درآمد کے باوجود کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر چڑھ دوڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے کسی دوسرے ملک کے وسائل پر قبضہ کرلے، تو ایسے میں لازم ہے باقی تمام ممالک اس ظلم کے تدارک کے لئے ضروری قدم اُٹھائیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ ان اقدامات کو اختیار کرتے وقت انصاف پر قائم رہیں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 89- 90)

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

ترجمہ: مزید برآں اگر وہ ممالک جن کو اقوام متحدہ میں ویٹو کا حق حاصل ہے اگر وہ سوچیں کہ ان کو اپنے اعمال کی بابت ان کو حساب دینا ہے، کیا ایسے میں حقیقی انصاف قائم ہو سکتا ہے۔ درحقیقت میں ایک قدم اور آگے جاؤں گا اور یہ کہوں گا کہ ویٹو کے حق کی موجودگی میں کیسے ہو سکتا ہے کہ امن قائم ہو سکے، کیونکہ ویٹو اختیار کے ہوتے ہوئے صاف نظر آرہا ہے کہ سب اراکین کا حق ایک سا نہیں ہے۔ یہ اہم نقطہ ہے جسے اس سے قبل میں نے اس سال اپنے خطاب میں پیش کیا جو میں نے کیپیٹل ہل میں امریکہ کے سرکردہ سیاستدانوں اور پالیسیاں وضع کرنے والے نمائندگان کے سامنے کیا تھا۔ اگر ہم اقوام متحدہ کی ماضی میں ہونے والی رائے شماریوں کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ویٹو کے حق کا استعمال نہ تو ہمیشہ زیر عتاب

قوموں کے حق میں اور نہ ہی ان کی حمایت میں استعمال ہوا جو حق بجانب تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم نے کئی مواقع پر دیکھا کہ ویٹو پاور کا غلط استعمال کیا گیااور ظلم کی مدد اور اس کے سہولت کار کے طور پر اسے استعمال کیا گیا بجائے یہ کہ ظلم کو روکنے کے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے بلکہ کئی تبصرہ نگار اس پر رائے زنی کر چکے ہیں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 111)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہیمبرگ جرمنی میں 2012ء میں ملٹری ہیڈ کوارٹرز کوبلنز جرمنی سے خطاب فرمایا جس کا موضوع تھا

کیا مسلمان مغربی معاشروں کا حصہ بن سکیں گے ؟

چند اقتباسات ذیل میں پیش خدمت ہیں:

کیسے ایک عام شہری اپنے ملک کو ظلم اور ناانصافی کرنے سے روک سکتا ہے۔ اس کا جواب بہت سادہ ہے۔ اس وقت تمام مغربی ممالک میں جمہوریت کا غلبہ ہے۔ اگر ایک منصفانہ سوچ رکھنے والا شہری یہ دیکھتا ہے کہ اس کا ملک استحصال کر رہا ہے تو پھر اس کو اپنی آواز اس کے خلاف اٹھانی چاہئے اور وہ کوشش کرے کہ اس کا ملک صحیح راستہ کو اختیار کرے یا پھر کچھ لوگ مل کر یہ کام کریں اور اگر کوئی شہری یہ دیکھتا ہے کہ اس کا ملک کسی دوسری قوم کی آزادی کو سبوتاژ کرنا چاہ رہا ہے تو ایسے میں اس کو کوشش کر کے اپنی حکومت سے اس رویہ کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے۔ اگر کوئی شخص پر امن طور پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتا ہے تو یہ کوئی باغیانہ رویہ نہیں ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ آپ کا اپنے وطن سے سچی محبت کا اظہار ہے۔ ایک منصف مزاج شہری یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے ملک کی اچھی شہرت پر بین الاقوامی سطح پر کوئی دھبہ لگے لہذا جب وہ اپنے وطن کے ارباب اقتدار سے ان کی ناانصافی سے متعلق سوال اٹھاتا ہے تو یہ اس کی اپنی قوم کے ساتھ محبت اور وفا کا ثبوت ہے۔ جہاں تک بین الاقوامی کمیونٹی اور اداروں کا تعلق ہے، اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ جہاں ایک ملک جارحانہ طور پر کسی دوسرے ملک پر حملہ آور ہو تو پھر باقی قوموں پر لازم ہے کہ متحدہ طور پر اس کو جارحیت سے روکیں اور اگر جارح ملک اپنے رویہ میں تبدیلی کر لے اور پسپائی اختیار کرے تو پھر ایسے میں اس صورتحال سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پر ظالمانہ سزاؤں اور غیر منصفانہ فیصلوں کو نہ تھوپا جائے۔ پس اسلام ہر قسم کی صورتحال کا حل اور علاج مہیا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیم کا

لب لباب یہ ہے کہ تم نے ہر سُو امن کو پھیلانا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے مسلمان کی یہ تعریف بیان فرمائی کہ اُس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے (پر امن) لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے اس سے قبل کہا ہے کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ گناہ اور زیادتی (ظلم) میں ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔ یہ ایسی خوبصورت تعلیم ہے کہ جو مسلمان کو خواہ وہ کسی بھی ملک میں رہ رہا ہو ایک ممتاز اور معزز مقام عطا کرتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی ملک کے تمام مخلص اور بااخلاق لوگ اس بات کو پسند کریں گے کہ متذکرہ بالا صفات کے حامل شہری ان کے معاشرہ کا حصہ بنیں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 124-125)

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ایک انتہائی خوفناک تباہی ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ پس اس تباہی سے بچنے کے لئے ہر ملک اور ہر ایک فرد کو خواہ وہ مذہبی رجحان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ بہت احتیاط سے قدم اُٹھائے۔ دعا ہے کہ ایسا ہو جائے کہ ہر فرد اس دنیا کا اس وقت کی ضرورت کو جان لے۔ آخر میں، میں آپ سب کا دوبارہ شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے وقت نکالا اور یہاں آنے کی زحمت کی اور پھر توجہ سے سنا جو میں نے بیان کیا۔ دعا ہے آپ سب پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 132)

جون 2013ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برطانیہ کی پارلیمنٹ کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر ہاؤسز آف پارلیمنٹ میں ایک خطاب فرمایا جس میں 68 اعلیٰ عہدیداران کے علاوہ 30 اراکین پارلیمنٹ، 12 اراکین دارالامراء، 2 منسٹرز اور 6 کابینہ کے وزراء کے علاوہ دیگر معززین شامل تھے۔ اس تقریب کو ریکارڈ اور نشر کرنے کے لئے بی بی سی اور ٹی وی اور دیگر تمام میڈیا کے نمائندگان موجود تھے۔ اس موقع پر حضور نے ''اسلام - امن اور ہمدردی والا مذہب'' کے موضوع پر حاضرین کو خطاب فرمایا۔ ذیل میں چند اقتباسات پیش ہیں۔

آپ نے فرمایا:

دنیا اس وقت سمٹ کر ایک دوسرے کے بہت قریب آچکی ہے۔ اس طرح باہمی عزت واحترام کا فقدان اور ایک دوسرے کے ساتھ قیام امن کی راہ عدم تعاون نہ صرف مقامی طور اس

علاقہ یا شہر کے نقصان کا باعث ہو گا بلکہ اس کے برعکس آخر کار یہ دنیا کی تباہی کا موجب بن جائے گا۔ ہم سب گزشتہ دو عالمی جنگوں سے ہونے والی تباہی سے آگاہ ہیں۔ مگر بعض ملکوں کی بعض حرکات سے ایسا لگتا ہے کہ تیسری عالمی جنگ قریبی افق پر منڈلا رہی ہے۔ اگر عالمی جنگ شروع ہو جاتی ہے تو مغربی ممالک اس کی تباہیوں کے دوررس نتائج سے شدید طور پر متاثر ہوں گے۔ آئیں ہم ملکر اس ممکنہ تباہی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ آئیں ہم مل کر اپنی آنے والی نسلوں کو جنگ کی ہولناکیوں اور دردناک نتائج سے محفوظ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ ایٹمی جنگ سب سے بڑھ کر خوفناک نتائج کی حامل ہوگی اور جس انداز سے دنیا اس وقت چل رہی ہے یہ ایک ایٹمی جنگ کے آغاز کے امکانات کے قریب ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ کوشش کی جائے کہ ہم انصاف، سچائی اور ایک اعلیٰ اقدار کے قیام کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور اس طرح سے اُس طبقہ کی جو نفرت کو فروغ دے کر دنیا کے امن کو تباہ وبرباد کرنا چاہتا ہے، اُس کو ناکام بنائیں۔ یہ میری خواہش ہے اور میری دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو تمام طاقتیں حاصل ہیں وہ دنیا کی بڑی طاقتوں کو اس قابل کرے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنا فرض اس سلسلہ میں حقیقی دیانتداری اور انصاف سے ادا کریں۔ آمین

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE PAGE:149)

نومبر 2013ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ سے ایک تاریخی خطاب فرمایا، اس خطاب کی ایک جھلک ذیل میں ہے۔ فرمایا:

ہم کو نہیں بھولنا چاہئے اُن دل دہلا دینے والے نتائج کو جو گزشتہ دو عالمی جنگوں کی وجہ سے گزشتہ صدی میں دنیا کو بھگتنا پڑے۔ شدید تباہی جو ان دو جنگوں کی وجہ سے آئی خاص طور پر دوسری جنگ عظیم اِن تباہیوں کا کسی کو گمان تک نہ تھا۔

دوسری جنگ عظیم میں قریباً 700 لاکھ افراد لقمۂ اجل بنے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں 400 لاکھ افراد جو تھے وہ غیر فوجی تھے لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ فوجی سپاہیوں سے زیادہ تعداد میں غیر فوجی یعنی شہری آبادی ہلاکت سے ہمکنار ہوئی۔ مزید یہ کہ اس جنگ کے نتیجے میں جو عوامل ظہور پذیر ہوئے وہ سچ مچ بہت زیادہ خوفناک تھے لہٰذا اُن کے سبب جو اموات ہوئیں اُن کی تعداد بھی لاکھوں میں جا پہنچتی ہے۔ کئی

سالوں تک تابکاری کے اثرات کے باعث اُن علاقوں میں جہاں بم گرائے گئے تھے جو بچے پیدا ہوتے تھے اُن کی جسمانی ہیئت خوفناک حد تک متاثر ہوتی رہی۔

آج کی دنیا میں بعض چھوٹے ممالک نے بھی ایٹم بم بنا لئے ہیں اور ان کے سربراہان کو بٹن دبانے کا بہت شوق ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اُن کو اُن خوفناک نتائج کا ادراک ہی نہیں ہے جو اُن کے اس غیر ذمہ دارانہ عمل سے ظاہر ہوں گے۔ پس اگر آج ہم تصور کریں ایٹمی جنگ کا یہ تصور انسان کو اس بری طرح سے متاثر کرتا ہے کہ وہ مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایٹم بم جو اس وقت بعض چھوٹے ممالک کے پاس ہیں وہ ان بموں سے بہت زیادہ طاقتور ہیں جو دوسری جنگ عظیم میں استعمال کیے گئے تھے اور اس طرح سے اُن لوگوں کو جو اس دنیا میں امن کے قیام اور اس کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں بہت ہی زیادہ فکر مندی کا باعث بن رہے ہیں۔

پچھلے سال مجھے ایک موقع ملا اور میں نے واشنگٹن ڈی سی میں کیپیٹل ہِل میں خطاب کیا تھا۔ اس خطاب کو سننے والوں میں بہت سے سینیٹرز، کانگریس مِن، تھنک ٹینک کے نمائندگان اور زندگی کے گوناگوں شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ میں نے واضح طور پر ان سے کہا تھا کہ انصاف کے تقاضوں کو صرف اسی صورت میں پورا مانا جائے گا اگر تمام طبقات اور تمام قوموں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر سلوک کیا جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ امیر اور غریب ملکوں کے فرق کو اور چھوٹے اور بڑے ملکوں کے فرق کو ہوا دیتے اور اگر تم ویٹو پاور کو ناانصافی کے فروغ کے لئے استعمال کرتے ہو تو پھر ایسے میں بے چینی اور بدامنی لازمی طور پر فروغ پائے گی۔

میں نے اسلام کی بعض تعلیمات کو جو قیام امن سے متعلق ہیں ان کے سامنے رکھیں لیکن میں واضح کر دوں کہ وقت کی کمی کے باعث میں نے چند ہی تعلیمات کو بیان کیا تھا۔ امر واقع یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم بھری پڑی ہے ان احکامات سے جو دنیا میں امن اور تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔ انصاف کے قیام کی خاطر قرآنِ کریم کی سورۃ 5 کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایماندارو تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کیلئے استادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ

کرو۔ تم انصاف کرو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 159 – 165)

اکتوبر 2015ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیدرلینڈ کی پارلیمنٹ کی امور خارجہ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے اراکین اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں سے ملک ے دارالحکومت ہیگ میں خطاب فرمایا اس میں حاضرین کی تعداد 100 تھی۔ اس میں البانیہ کروشیا مونٹی نیگرو سپین اور سویڈن کے سفیروں نے بھی شرکت کی اس موقع پر حضور نے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔

World Peace & Security – The Critical Issues of Our Time

حضور کے اس خطاب سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ طاقتور اقوام اکثر غریب اقوام کے معدنی وسائل سے استفادہ کرتی ہیں اور ایسے میں ان غریب قوموں کو ان کے وسائل کا جائز حق بالکل بھی نہیں دیا جاتا۔ پس ایک طویل فہرست ہے ان ممکنہ وجوہات کی کہ کیوں اور کیسے امن عالم کو متزلزل کیا جارہا ہے، ان میں سے چند کو میں نے بیان کیا ہے۔ وجوہات جو بھی ہوں میں یقینی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا میں امن کا فقدان موجودہ نسل انسانی کی غیر یقینی کیفیات بڑی وجہ ہے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 174)

آپؑ نے مزید ارشاد فرمایا:

ترجمہ: وقت کی کمی کے باعث میں زیادہ تفصیل سے بات نہیں کر سکا لیکن بہرطور میں بعض بنیادی اسلامی تعلیمات بیان کروں گا اور کسی شک وشبہ سے بالاتر یہ ثابت ہو جائے گا کہ اسلام ایک پُر امن مذہب ہے۔ جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا کہ اسلام پر ایک الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ اسلام جنگ اور انتہا پسندی کو فروغ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ آیت 191 میں فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ جنگ صرف دفاعی حالت میں ہی جائز ہے۔ پھر اس نقطہ پر سورۃ الحج آیت 40 میں اس طرح زور دیا گیا ہے کہ فرمایا جنگ کی اجازت صرف ان لوگوں کو دی جارہی ہے جن پر حملہ کیا گیا اور ان پر جنگ مسلط کی گئی۔ اس کے علاوہ مسلم حکومتوں کو جنگ کی اجازت صرف اس حد تک ہے کہ مذہبی آزادی کے تحفظ کی

خاطر جنگ کی جائے گی۔ پس سورۃ البقرہ آیت 194 میں فرمایا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ان کو اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی (ایسے ملک کے ساتھ) جنگ میں ملوث ہوں جہاں مذہبی آزادی موجود ہے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 177)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 فروری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط7

نومبر 2015ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جاپان کے شہر اودے با (Odaiba) میں ہلٹن ہوٹل میں ایک تقریب سے خطاب فرمایا:

The Keys to Peace in a Time of Global Disorder

اس خطاب کی ایک جھلک ذیل میں ہے:

اردو مفہوم: مشرقی یورپ میں روس اور یوکرین اور بعض دوسرے یورپی ممالک کے درمیان رنجشیں بڑھ رہی ہیں۔ مزید برآں حال ہی میں چین اور امریکہ کے درمیان امریکن جنگی جہاز کے جنوبی ایشیا کے سمندروں میں ہونے پر باہمی تناؤ میں اضافہ ہوا ہے۔ آپ اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ چین اور جاپان کے درمیان ایک لمبے عرصہ سے متنازعہ جزیروں کی ملکیت پر دونوں کے درمیان قضیہ چل رہا ہے۔ کشمیر کا تنازعہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک مستقل وجہ ہے باہمی چپقلش کی اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح اسرائیل اور فلسطین کے درمیان تناؤ نے علاقہ کے امن کو تباہ کر رکھا ہے۔ افریقہ میں دہشت گرد تنظیموں نے بعض علاقوں میں طاقت حاصل کرلی ہے اور وہاں کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آگئی ہے اور اس طرح سے ایک وسیع پیمانے پر تباہی اور بدامنی پھیل چکی ہے۔ میں نے محض چند مشکلات کا ذکر کیا ہے ان میں سے جو آج دنیا کو درپیش ہیں اور یقیناً ابھی اس کے علاوہ اور بھی بے چینی اور بدامنی کی مثالیں موجود ہیں۔ پس ایک نتیجہ جو ان باتوں سے نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا آج تشدد اور بدامنی کے درمیان گھری ہوئی ہے۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا میں جنگ کی نوعیت پرانے زمانے سے بہت مختلف اور وسیع ہے۔ کسی بھی ایک علاقہ کے تنازعات اسی علاقہ تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے اثرات دیگر علاقوں تک آپہنچتے ہیں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 190)

آپ نے مزید فرمایا:

آپ سب خوب آگاہ ہیں کہ ان مہلک ہتھیاروں کے اثرات ایک نسل تک محدود نہیں رہتے بلکہ آنے والی نسلوں تک جائیں گے۔ لہٰذا شائد دنیا کے کسی بھی ملک سے زیادہ بہتر جاپان کے لوگ امن اور تحفظ کے معانی سے آگاہ ہیں۔ یہ بات قابلِ اطمینان ہے کہ جاپان نے نہ صرف اس تباہی پر قابو پایا بلکہ وہ آج ترقی یافتہ قوم ہے اس لئے آپ کی تاریخ کے مد نظر جاپان کو لازماً دنیا میں قیام امن کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 192)

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

جب ایٹمی ہتھیار جاپان کے خلاف استعمال ہوئے تو اس وقت کے جماعت احمدیہ کے سربراہ نے جو دوسرے خلیفۃ المسیح تھے، بہت سخت الفاظ میں اس حملہ کی مذمت کی، انہوں نے فرمایا، ہماری مذہبی اور اخلاقی تعلیم تقاضا کرتی ہے کہ ہم ساری دنیا کے سامنے اس بات کو لے کر آئیں کہ ہم اس ہولناک فعل اس خون کی ہولی کو کسی بھی صورت میں درست قرار نہیں دے سکتے۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بعض حکومتیں جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کو پسند نہیں کریں گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ مستقبل میں وہ نہیں دیکھ رہے کہ جنگ و جدال میں کوئی کمی آئے گی۔ بلکہ اور جنگی جنون میں اضافہ ہوا ہے ان کے الفاظ آج بالکل درست ثابت ہو رہے ہیں۔ اگرچہ تیسری جنگ عظیم کا اعلان نہیں ہوا مگر عملی طور پر تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ دنیا بھر میں مرد عورتیں اور بچے قتل کئے جا رہے ہیں ان پر تشدد کیا جا رہا ہے اور وہ دلخراش مظالم سے دوچار ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہر قسم کے ظلم اور زیادتی کے خلاف آواز اُٹھائی ہے خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں وقوع پذیر ہو۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 193)

حضور کے خطابات میں سے مندرجہ بالا اقتباسات کے انتخاب میں کوشش کی گئی ہے کہ ایک جھلک اُس بے لوث، پر خلوص دردمندانہ اور بیباک صدائے حق آشنا کی دکھائی جائے جسے نہ ستائش کی تمنا ہے نہ صلے کی پرواہ۔ وگرنہ جہاں تک تقریر کی لذت اور نفس مضمون کی گہرائی اور گیرائی کا تعلق ہے تو وہ پوری اور بار بار پڑھنے کی قاری تمنا کرے گا۔ اسی طرح اب ذیل میں ایک جھلک اُن خطوط کی پیش کی

جارہی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سربراہان مملکت اور مقتدر ہستیوں کو عالمی امن کو قائم کرنے اور ایٹمی ہتھیاروں کے ہولناک نقصانات سے خلق خدا کو محفوظ کرنے کی خاطر اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے محض انسانی ہمدردی میں ارشاد فرمائے۔

ایک پہلو جو دنیا امن کو تباہ کرنے کے لیے کام کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ کچھ لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ذہین ہیں، تعلیم یافتہ ہیں اور آزاد ہیں اور اُن کو حق حاصل ہے کہ وہ مذہبی رہنماؤں کی توہین کریں اور اُن کا تمسخر اُڑانے کی اُنہیں آزادی حاصل ہے۔ معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے دل و دماغ سے وہ جذبات اور ناپسندیدہ خیالات کو نکال پھینکا جائے جو دوسروں کو تکلیف دیں اور اس کی جگہ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کے انبیاء اور بزرگانِ مذاہب کی تکریم کے دفاع کے لئے سب کھڑے ہو جائیں۔ دنیا اس وقت بے چینی اور گھبراہٹ کے ماحول میں سے گزر رہی ہے اور ضرورت ہے اس امر کی کہ باہمی محبت اور ہمدردی کا ماحول پیدا کیا جائے اور ہم سیکھیں کہ کیسے ہم پہلے سے زیادہ بہتر باہمی رواداری کو حاصل کر سکتے ہیں اور یہ کہ ہم انسانی اقدار کی حرمت کو تسلیم کریں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 204)

وزیر اعظم اسرائیل جناب نیتن یاہو کو خط مؤرخہ 26/ فروری 2012ء کو ارسال کیا گیا۔

آج کل ہم خبروں میں سن رہے ہیں کہ آپ تیاری کر رہے ہیں ایران پر حملہ آور ہونے کی۔ جبکہ ایک عالمی جنگ کے تباہ کن نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ گزشتہ عالمی جنگ میں جہاں لکھوکھا جانیں ضائع ہوئیں وہاں ہزارہا یہودی باشندوں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ بحیثیت وزیر اعظم یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی قوم کی زندگیوں کی حفاظت کریں۔ موجودہ حالات اس بات پر گواہ ہیں کہ اب کے عالمی جنگ ایسا نہیں کہ بس دو ملکوں کے درمیان لڑی جائے گی بلکہ ایسا ہو گا کہ دنیا مختلف بلاک میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس وقت ایک عالمی جنگ کے چھڑ جانے کا خطرہ بہت بڑی حقیقت ہے اور اس جنگ کے ہاتھوں بہت سے مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہے۔ اگر ایسی جنگ وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں ایک انسانی تباہی کا تسلسل شروع ہو جائے گا اور اس بربادی کو کئی نسلیں بھول نہ سکیں گی، جو اپاہج پیدا ہوں گے یا مفلوج۔ یہ سب اس لئے ہے کہ بلاشبہ یہ جنگ ایٹمی جنگ ہو گی۔

لہٰذا یہ میری استدعا ہے کہ بجائے اس دنیا کو ایک عالمی جنگ میں دھکیل دینے کے آپ بھرپور انداز میں کوشش کریں کہ اس دنیا کو ایک عالمگیر تباہی سے بچائیں۔ لہٰذا بجائے مسائل کو طاقت کے ساتھ حل کرنے کے آپ کو ان کو مذاکرات کے ذریعہ سے حل کرنا چاہئے۔ تاکہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو تحفہ میں ایک روشن مستقبل دے سکیں بجائے اس کے کہ اُنہیں ہم معذوری اور انحطاط کی سوغات دیں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE Page 209- 210)

ایک خط جناب صدر اسلامی جمہوریہ ایران، کی خدمت میں مؤرخہ 7/مارچ 2012ء کو بھجوایا گیا۔

آپ کو کسی دوسری قوم یا ملک کی مخالفت محض دشمنی یا نفرت کی بنیاد پر نہیں کرنی چاہئے۔ میں مانتا ہوں کہ اسرائیل اپنی حدود سے تجاوز کر رہا ہے، اور وہ ایران کو نظر بد سے دیکھ رہا ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ اگر کوئی ملک آپ کے ملک کے خلاف جارحیت کرتا ہے تو سیدھی سی بات ہے آپ اپنے ملک کے دفاع کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن بہر طور جہاں تک ہو سکے اختلافات کو سفارتی تعلقات اور مذاکرات کے ذریعہ حل کرنا چاہئے۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ بجائے طاقت کے استعمال کے کوشش کریں کہ مسائل کو مذاکرات کے ذریعہ حل کیا جائے۔ اس درخواست کی وجہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرستادہ کا ماننے والا ہوں جو اس زمانہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام صادق ہیں اور خدا تعالیٰ نے اُن کو مسیح موعود اور المہدی المعہود مبعوث فرمایا ہے۔ آپ کا مشن ہے کہ انسانوں کو خدا تعالیٰ کے قریب لایا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق جو ہمارے آقا و مولیٰ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے قائم کر کے دکھائے ہیں، لوگوں کو دلوائے جائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم اُمہ کو ان خوبصورت تعلیمات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 214)

مؤرخہ 8/مارچ 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کو جو خط تحریر فرمایا اس کا اختتامی پیرا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: میری درخواست آپ کی خدمت میں اور دیگر سربراہان سے ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم طاقت کے استعمال سے دوسری اقوام کو دبالیں، ہمیں سفارتی تعلقات، گفت و شنید اور عقل و دانش سے کام لینا چاہئے۔ دنیا کی بڑی طاقتیں جیسے امریکہ، ان کو اپنا کردار امن عالم کے قیام کے لئے ادا کرنا چاہئے۔

ان کو چھوٹے ممالک کے بعض اعمال کو جواز بنا کر امن عالم کو خراب نہیں کرنا چاہئے۔ اس وقت ایٹمی ہتھیار نہ صرف امریکہ اور دوسری طاقتوں کے پاس موجود ہیں بلکہ چھوٹے بعض ممالک کے پاس بھی موجود ہیں اور وہاں کسی بٹن دبانے کے شوقین کو ادراک ہی نہ ہوگا اس وسیع پیمانے پر آنے والی دوررس تباہی کا جو ایٹمی ہتھیاروں سے وابستہ ہے۔ پس یہ میری نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ اپنی بھرپور کوشش کر کے بڑے اور چھوٹے تمام ممالک کو روکیں کہ کہیں کوئی وہ تیسری عالمی جنگ کا باعث نہ بن جائیں۔ ہمارے ذہن میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اگر ہم اس جنگ کی روک تھام میں ناکام ہو گئے تو جو تباہی اس دنیا کا مقدر بنے گی وہ صرف ایشیا، یورپ اور امریکہ کے غریب ممالک تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آنے والی نسلوں تک اس کے خوفناک اثرات جائیں گے اور دنیا کے ہر خطہ میں پیدا ہونے والے بچے مفلوج اور اپاہج ہوں گے۔ وہ کبھی اپنے آباؤاجداد کو معاف نہ کریں گے جو عالمی تباہی اور بربادی کا موجب بنے۔ ہمیں اپنی ہی دلچسپیوں تک نہیں سوچنا چاہئے بلکہ آنے والی نسلوں اور ان کے روشن مستقبل کے لیے سوچنا آج کی ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل دنیا کے تمام سربراہان کو اس پیغام کا ادراک عطا فرمائے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 218)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 8/مارچ 2012ء کو اسی تسلسل میں قیامِ امنِ عالم کے لئے وزیر اعظم کینیڈا کو ایک خط تحریر فرمایا اس خط کا اردو مفہوم ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

کینیڈا کو دنیا کا سب سے زیادہ انصاف پسند ملک شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کی قوم عموماً دوسرے ممالک کے معاملات میں مداخلت پسند نہیں کرتی۔ مزید برآں ہم افرادِ جماعت احمدیہ کے کینیڈا کے عوام کے ساتھ بہت دوستانہ روابط ہیں۔ پس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے چھوٹی اور بڑی طاقتوں کو روکیں تا ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں تیسری عالمی جنگ کی تباہیوں سے ہمکنار کر دیں۔ میری درخواست آپ سے اور دوسرے ممالک کے سربراہان سے ہے کہ بجائے اس کے کہ طاقت کے استعمال سے دوسرے ممالک کو دبانے کے سفارتی تعلقات، گفت وشنید اور عقل و دانش

سے کام لیا جائے۔ دنیا کی بڑی طاقتوں کو اور جیسے آپ کا ملک کینیڈا ہے امن عالم کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 222)

مؤرخہ 28/مارچ 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خادمِ حرمین شریفین سعودی عرب کے فرمانروا عزت مآب شاہ عبداللہ کو اپنی امنِ عالم کی کوششوں میں شامل کرنے کے لئے جو خط تحریر فرمایا اس میں سے ایک اقتباس کا اردو مفہوم ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

پس یہ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس ضمن میں حتی المقدور مساعی فرمائیں، اگر تیسری عالمی جنگ ہماری قسمت میں ہے تو ہمیں کم از کم یہ کوشش کرنی چاہئے کہ یہ کسی مسلم ملک سے شروع نہ ہو۔ کوئی مسلم ملک یا مسلمان دنیا کے کسی دوسرے ملک میں، آج یا آئندہ اس بارود کو چنگاری دکھانے کا الزام اُس کے اوپر نہ آئے۔ یہ ایک ایسی تباہی کا آغاز ہوگا جس کے دوررس نتائج ہوں گے اور یہ آنے والی نسلوں کو پیدائشی مفلوج اور اپاہج کر دے گا۔ کیونکہ اگر عالمی جنگ شروع ہو گئی تو بلا مبالغہ اس میں ایٹمی ہتھیار استعمال کئے جائیں گے۔ دنیا اس سے قبل مشاہدہ کر چکی ہے اس جھلک کا جو جاپان کے دو شہروں کا انجام ہوا دوسری جنگ عظیم میں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 226)

اپریل 2012ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وزیر اعظم چین عزت مآب وان جیاباؤ، کو خط تحریر فرمایا اور ممکنہ عالمی جنگ سے بچنے اور دنیا میں امن کے قیام کی خاطر حتی المقدور سعی کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس خط سے ایک حصہ کا اردو مفہوم نقل کیا جاتا ہے:

میں آپ کی خدمت میں ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں دنیا اس وقت بہت ہی خوفناک خطرات میں سے گزر رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم تیزی سے ایک عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ آپ کا ملک ایک عظیم عالمی طاقت ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ آپ کے زیر نگیں ہے۔ آپ کے ملک کو اقوام متحدہ میں ویٹو حق بھی حاصل ہے۔ پس اس تناظر میں میں آپ سے ملتمس ہوں کہ دنیا کے اوپر منڈلاتے ہوئے تباہی کے خطرات سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں، قطع نظر قوم، مذہب، ذات یا

نسل کے، ہمیں بہر طور انسانیت کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے ...... کسی طور ایٹمی جنگ کی تباہ کاریاں صرف وقتی یا علاقائی نہ ہوں گی بلکہ وہ دوررس نقصانات کی حامل ہوں گی اور آئندہ آنے والی نسلیں اپاہج پیدا ہوں گی یا بعض جسمانی نقائص ان کا مقدر ہوں گے۔ پس آپ اپنی تمام طاقتیں، صلاحیتیں اور ذرائع نسل انسانی کو اس خوفناک تباہی سے بچانے پر صرف کر دیں اور یہ سب کچھ آخر کار آپ کے ملک کے مفاد میں بھی ہو گا۔ میری یہ دعا ہے کہ دنیا کے تمام ممالک بڑے بھی چھوٹے بھی اس پیغام کو سمجھ جائیں۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 230, 231)

اپریل 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وزیر اعظم برطانیہ کو اپنی ان امن عالم کی کوششوں کے سلسلہ میں ایک خط تحریر فرمایا، آپ کے خط سے ایک اقتباس ذیل میں پیش خدمت ہے۔

ترجمہ: جو بات زیادہ تشویش کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ بعض چھوٹے ممالک کے پاس بھی ایٹمی ہتھیار ہیں اور اندیشہ ہے کہ وہ کہیں بٹن دبانے کے شوق میں نتائج سے نابلد ہونے کی وجہ سے کوئی ایسا قدم نہ اٹھالیں۔ اگر بڑی طاقتیں انصاف سے کام نہیں لیتیں اور چھوٹے ملکوں کے مسائل کو حل نہیں کرتیں اور وہ اعلیٰ اور عقلمندانہ پالیسیاں مرتب نہیں کرتیں تو ایسے میں حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے اور جو تباہی اس کے بعد آئے گی وہ ہمارے اندازوں اور تصورات سے بہت زیادہ ہو گی۔ دنیا کا ایک بڑا حصہ جو امن کا خواہاں ہے وہ بھی اس بربادی سے بچ نہ سکے گا۔ لہٰذا یہ میری دلی خواہش اور دعا ہے کہ آپ اور دنیا کے تمام بڑے ممالک کے سربراہان اس خوفناک حقیقت کو سمجھیں اور بجائے اس کے کہ جارحانہ رویے اپنائے جائیں اور مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے طاقت کا استعمال کیا جائے ضروری ہے کہ ایسے اقدام کئے جائیں جس سے انصاف کو تحفظ اور ترقی ملے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 235, 236)

مؤرخہ 15/اپریل 2012ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمن چانسلر انجیلا مرکل کو ایک خط میں امن عالم پر منڈلاتے ہوئے ایٹمی خطرات کی بابت آگاہ فرمایا اور اس سلسلہ میں سنجیدگی سے اقدامات اُٹھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ خط میں سے ایک حصہ کا اردو مفہوم ذیل میں نقل کیا جارہا ہے۔

یہ میرا یقین ہے کہ عالمی امن کے قیام کے لئے حقیقی انصاف کا قیام ضروری ہے اسی طرح تمام مذاہب کی عبادت کے طریق کو عزت کی نظر سے دیکھا جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ بہت سے مغربی ممالک نے بہت فراخ دلی کے ساتھ غیر ترقی یافتہ ملکوں کے لوگوں کو اپنے ملک میں بس جانے کی اجازت دی ہوئی ہے اور ان لوگوں میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ بلاشبہ نام نہاد مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد اپنے رویوں سے مغربی ممالک کے باشندوں کے دلوں میں بے اعتمادی پیدا کر رہی ہے۔ بہر حال یہ بات طے ہے کہ ان کے رویوں کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ انتہا پسند لوگ دراصل محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے جو امن، باہمی رواداری اور محبت کا پیغام لے کر آئے تھے اس طرح سے مٹھی بھر لوگ جو خود گمراہ ہیں ان کو بنیاد بنا کر مخلص اور معصوم مسلمانوں کے مذہب اور جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے۔ معاشرہ میں امن دوطرفہ عمل ہے اور اس کا نفاذ باہمی رواداری سے ہی ہو سکتا ہے۔ مغرب کے لوگوں کے دلوں میں جو بھروسہ کا فقدان ہے اس کے باعث تعلقات بہتر ہونے کی بجائے روزبروز خراب ہو رہے ہیں اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان خلیج بڑھتی جارہی ہے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE Page 239- 240)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امن عالم پر منڈلاتے ہوئے ایٹمی جنگ کے خطرات کے سدِ باب کی خاطر سربراہانِ مملکت کے ساتھ جاری اپنے سلسلۂ خط و کتابت میں مؤرخہ 16 رمئی 2012ء کو جمہوریہ فرانس کے صدر مملکت کو ایک خط تحریر فرمایا۔ اس خط کے ایک حصہ کا اردو مفہوم ذیل میں پیش خدمت ہے:

یہ میری آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دنیا میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان جو ایک دشمنی کا ماحول اور اعتماد کا فقدان ہے اس کو دور کرنے کے لئے ہر وہ کوشش کریں جو آپ اپنے اس منصب اور حیثیت کی وساطت سے کر سکتے ہیں۔ کچھ یورپی ممالک میں مسلمانوں کی تعلیمات اور رسم و رواج سے متعلق بہت سے تحفظات پائے جاتے ہیں اور ان ممالک نے بہت سی قدغنیں اسی سلسلہ میں لگائی ہیں اور بعض دوسرے ممالک اُن کی تقلید کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ بعض انتہا پسند نام نہاد مسلمان جو پہلے ہی سے مغرب کے بارہ میں مخاصمت کا شکار ہیں وہ یورپی ممالک کے رویے کے ردعمل کے طور پر کوئی بھی ناپسندیدہ قدم اُٹھا سکتے ہیں اور اس طرح سے باہمی رواداری اور دوستانہ ماحول کو نقصان پہنچے گا۔

امر واقع یہ ہے کہ اسلام ایک امن پسند دین ہے جو بالکل یہ تعلیم نہیں دیتا کہ برائی کو برائی سے روکا جائے ہم افراد جماعت مسلمہ احمدیہ اس اصول پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے مطابق ہر ایک معاملہ کا پر امن حل تلاش کیا جانا چاہیئے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 243, 244)

اپریل 2012ء کو حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ملکہ برطانیہ کو ان کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع کی مناسبت سے ایک مراسلہ رقم فرمایا جس میں دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کے اوپر منڈلانے والے ایٹمی جنگ کے خطرات سے متعلق اپنی رائے سے آگاہ کیا اور ان کی حتی الوسع روک تھام کی خاطر اُن کو اپنی موجودہ حیثیت میں اعلیٰ سے اعلیٰ تر اقدام کرنے اور اس خطرہ سے نمٹنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ذیل میں اُس تحریر کے بعض حصوں کا اردو مفہوم درج ذیل ہے:

دعا ہے کہ اس پر امن ماحول کی بدولت اس عظیم مملکت کے تمام شہری خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے بن جائیں اور باہمی محبت اور ہمدردی کے ماحول میں زندگی گزاریں۔ قطع نظر رنگ، نسل، قومیت یا مذہب ایسا ہو کہ برطانیہ کے تمام شہری ایک دوسرے کے لئے عزت اور تکریم کا مظاہرہ اس حد تک کریں کہ اس کے مثبت اثرات ان سرحدوں سے باہر نکل کر دنیا کے دوسرے ممالک کے عوام تک بھی پھیل جائیں۔ دعا ہے کہ دنیا جس کا ایک بڑا حصہ اس وقت جنگی حالات، پریشانیوں اور باہمی چپقلش سے دوچار ہے امن، محبت، بھائی چارہ اور دوستانہ ماحول کی جنت بن جائے۔ مجھے بخوبی یقین ہے کہ ملکہ معظمہ کی بصیرت اور کوششوں سے یہ ہمہ جہت مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں لڑی گئیں جن میں لکھوکھا جانیں ضائع ہوئیں۔ آج بھی اگر مختلف قوموں کے مابین اختلافات اسی رفتار سے بڑھتے رہے تو ایک تیسری عالمی جنگ کا باعث بن سکتے ہیں۔ ایک ممکنہ خطرہ کہ اس جنگ میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے دنیا کی ایک ناقابل بیان اور ہولناک تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ہیبت تباہی سے بچائے اور اللہ کرے کہ دنیا کے باسی احساس ذمہ داری اور عقل سے کام لیں۔ یہ میری ملکہ معظمہ سے عرض ہے کہ اس ڈائیمنڈ جوبلی کی تقریبات سے دنیا کے چھوٹے بڑے ممالک کو پیغام جانا چاہیئے کہ ہم سب کو باہمی اتفاق، امن اور محبت سے رہنا چاہیئے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 249, 250)

مئی 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مراسلہ جناب رہبر معظم ایران کی خدمت میں ارسال فرمایا اور امن عالم کے استحکام اور ممکنہ ایٹمی جنگ کو روکنے کے لئے ہر ایک ممکنہ کوشش جو اس سلسلہ میں کی جاسکتی ہے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ذیل میں اس تحریر سے چند سطور کا اردو مفہوم پیش ہے:

یہ خط میں آپ کو تحریر کر رہا ہوں اپنی اس حیثیت میں کہ میں (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی) مسیح موعودؑ اور مہدی موعودؑ کو ماننے والا ہوں اور اس وقت میں ان کا جانشین اور خلیفہ ہوں جن کی تشریف آوری کی بابت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ جس جماعت کی انہوں نے بنیاد رکھی، جماعت احمدیہ مسلمہ کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس وقت دنیا کے 200 (دو صد) ممالک میں پھیل چکی ہے اور پوری دنیا میں کئی ملین پیروکار موجود ہیں۔ ہماری یہ اولین خواہش ہے کہ دنیا میں امن اور محبت قائم ہو جائے۔ اس مقصد کی تکمیل میں میں دنیا کے ہر طبقۂ فکر کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا رہتا ہوں۔ حال ہی میں میں نے وزیر اعظم اسرائیل، امریکن صدر اور دیگر سربراہان کو خطوط ارسال کئے اسی طرح سولھویں پوپ کو بھی اس ضمن میں خط تحریر کیا۔

آپ ایک عظیم اسلامی مملکت کے مذہبی رہنما ہیں، میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مسلم اُمہ متحد ہو جائے اور دنیا میں امن قائم کیا جاسکے۔ ہمیں معمولی رنجشوں، جھگڑوں اور دشمنیوں کو چھوڑ کر امن قائم کرنے کے لئے مواقع تلاش کرنے چاہئیں اور یہ کہ کوئی دشمنی یا مخالفت اس کا باعث نہ بنے کہ ہم انصاف کا دامن چھوڑ دیں یہی تعلیم ہے جو سورۃ المائدہ آیت 9 میں ارشاد فرمائی گئی۔ (ترجمہ) اے ایمان والو تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے استادہ ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے آگاہ ہے۔ دعا ہے کہ تمام مسلم امہ اور تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں کو میرے پیغام کو سمجھنے اور اپنی اپنی حیثیت میں عالمی امن قائم کرنے کے لئے کوششیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 255, 256)

جان ایف کینیڈی نے کہا تھا انسانوں کو جنگ کو لازماً ختم کرنا ہو گا اس سے قبل کہ جنگ انسانوں کو ختم کر دے برانون سر دا ایک فٹبالر تھا جنگ عظیم اول میں اسے کو فٹ بال کو خیر باد کہہ کر جنگ میں عملی طور پر شامل ہونا پڑا اس کے باپ دانیال کا تعلق بارباڈوس سے تھا اور اس کی والدہ ایلس کا تعلق فوکسٹون سے تھا۔ وہ واحد سیاہ فام افریقی آفیسر تھا جو سفید فام سپاہیوں کو کمان کر رہا تھا جنگ کے بارے میں جو آئندہ ہو سکتی ہے۔ اس کا قول ہے کہ:

The next war undoubtedly will bring about an unprecedented number of deaths. Let history be a teacher so that we can avoid committing the same mistakes, and put an end to conflict once for all.

جنرل کولن پاؤل نے 1993ء میں کہا تھا:

The one that scares me to death, perhaps even more so than tactical weapons, and the one we have the least capability against is biological weapons.

امریکی صدر کلنٹن نے 1993ء میں کہا تھا:

If we do not stem the proliferation of world's deadliest weapon, no democracy can feel secure.... one of our most urgent priorities must be attacking the proliferation of weapons of mass destruction, whether they are nuclear, chemical, or biological.

(بشکریہ: Bio Terrorism)

جنوری 1958ء کو نو ہزار دو سو پینتیس (9235) سائنسدانوں نے جن میں سے سینتیس نوبل انعام یافتہ تھے۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری کو ایک پٹیشن پیش کی جس میں کہا گیا کہ دنیا کے تمام ممالک کو پابند کیا جائے کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق تجربات نہیں کریں گے۔ مزید اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ پابندی تمام ممالک پر یکساں ہو گی کوئی استثناء کسی کو حاصل نہ ہو گا۔

(No More Wars page 165)

جنوری 1958ء کو ایک معروف سائنسدان اور اس کتاب کے مصنف نے بڑے درد دل سے اپیل کی کہ اس وقت بہت مناسب وقت ہے کہ تین ممالک امریکہ روس اور برطانیہ کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں اور اگر یہ اپنے ہتھیار تلف کر دیں اور آئندہ نہ خود نہ کسی دوسرے کو ان ایٹمی تجربات کی اجازت دیں تو یہ اس دنیا کے لئے بہت بڑا تحفہ ہو گا۔

(No More Wars page 179)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 فروری 2023ء)



ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط8

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیش خبری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہو گی دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہو گی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آرہے گا دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی ان کی تہذیت اور ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔ روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بھگار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔ شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں لیکن وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔''

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 932)

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو سورۃ الکھف کی ایک آیت کی تفسیر کے ذیل میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ سب پیشگوئیاں اس دن پوری ہوں گی جس دن بڑے بڑے لوگ جنگوں کے لئے

نکل کھڑے ہوں گے اور تو ساری زمین کو یعنی سب اہلِ زمین کو دیکھے گا کہ جنگ کے لئے ایک دوسرے کے مقابل پر کھڑے ہو جائیں گے اور ایسی جنگ ہو گی کہ گویا ان میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ اس واقعہ کی طرف انجیل میں بھی اشارہ ہے۔(متی باب 24 آیت 7) حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ہر قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھائی کرے گی۔

(سورۃ الکہف آیت 43 تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 457)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ٹوکیو میں اپنے خطاب میں فرمایا:

اردو مفہوم: آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے الفاظ بالکل سچ ثابت ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ایک تیسری عالمی جنگ کا اعلان باقاعدہ طور پر نہیں کیا گیا مگر ایک عالمی جنگ وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ دنیا بھر میں مرد عورتیں اور بچے قتل کئے جا رہے ہیں، اذیتیں دی جا رہی ہیں اور کلیجہ چیر دینے والے مظالم کئے جا رہے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے جماعت احمدیہ مسلمہ نے ہمیشہ ہر قسم کے ظلم و جبر و استبداد کے خلاف آواز بلند کی ہے قطع نظر اس کے کہ وہ دنیا میں کہیں بھی ہو۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE, Page 193)

ذیل میں ڈاکٹر اسرا احمد صاحب کی ایک تقریر جو یوٹیوب پر موجود ہے اسی موضوع پر ہے، کہا:

وہ نظام عدلِ اجتماعی جس میں حریّت ہو اور عام آدمی بھی خلیفۂ وقت کو کھڑے ہو کر سوال کر سکتا تھا کہ آپ کا کرتہ ایک چادر سے کیسے بن گیا؟ اور جب حضرت عمرؓ نے حق مہر سے متعلق قانون بنایا تو ایک بڑھیا نے آ کر حضرت عمرؓ سے کہا کہ خدا تو کہتا ہے کہ اگر تم پہاڑ کے برابر بھی سونا بیوی کو دے چکے ہو تو واپس مت لو، عُمر تمہیں کیا حق ہے کہ ہمارے مہر پر پابندی لگاؤ؟ تو حضرت عمرؓ نے قانون واپس لے لیا اور فرمایا آج ایک بڑھیا نے عمر کو دین سکھایا۔ حضرت سعد بن وقاص جو فاتح ایران تھے ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ گھر کے آگے ڈیوڑھی بنالی اور دربان کھڑا کر دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ کو رقعہ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ جاتے ہی پہلے ڈیوڑھی کو آگ لگا دینا اور پھر میرا رقعہ دینا جس میں لکھا تھا کہ اے سعد لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنم دیا تھا تم نے ان کو اپنا غلام کب سے بنالیا؟ اور اپنا یہ حال تھا کہ

بیت المقدس کی کنجیاں لینے جا رہے ہیں، آجکل کے مکالمہ کے مطابق آفیشل وزٹ ہے، مگر ایک اونٹنی اور ایک غلام ہے سات سو (700) میل کا سفر ہے اور باری باری سوار ہو کر طے کیا۔ اس نظامِ عدلِ اجتماعی کی دنیا آج منتظر ہے اور نوع انسانی نے جتنے تجربے کر لئے جتنی چھلانگیں لگالیں، ملوکیت ختم کی تو آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا جمہوری نظام آیا، نام نہاد مگر وہ سرمایہ دارانہ نظام بن کر پہلے سے بڑی لعنت بن گئی۔ پہلے جاگیر دار مسلط تھا اب کارخانہ دار مسلط ہو گیا۔ اس سے نکلنے کے لئے کاموزنم کی طرف گئے ایک پارٹی ڈکٹیٹر بن کر بیٹھ گئی۔ یعنی ایک غلامی سے نجات پاتا ہے دوسری میں پھنس جاتا ہے کیوں کہ وہ نظام عدلِ اجتماعی جو محمد عربی ﷺ کو دے کر بھیجا گیا تھا اس کے غلام سوئے ہوئے ہیں۔ اُن کو اندازہ ہی نہیں کہ نسخہ تو ہمارے پاس تھا ہم نے عمل کرنا تھا اور دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا پاکستان کو بنایا ہی اسی لئے گیا تھا...... جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہاں ہندوستان سے فوجیں چلیں گی تو کچھ عجب نہیں کہ یہ کیسے ہو گا لیکن ہو گا، بہر حال اس کا فیصلہ ہے۔ اگر اب ہم جاگ جائیں قومِ یونسؑ کی طرح توبہ کر لیں تو بغیر عذاب کے کوڑے کے رحمتِ خداوندی ہم پر سایہ کرے گی۔ اگر ہم نہ جاگے تو وہ عذاب کا کوڑا آئے گا، میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ قریب ہے یا بعید، لیکن یہ کہ اس کے بعد بھی یہیں سے بول بالا ہو گا۔ اگر ہمارے ذریعہ سے نہیں تو ان کے ذریعہ جو ہمیں شکست دے کر اسلام قبول کر لیں گے لیکن کیوں نہ پہلے ہی راستہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ سورۃ محمد ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم پیٹھ دکھاؤ گے تو اس مشن کو جو تمہارے حوالے کیا ہے تمہیں ہٹائیں گے اور کسی اور کو لے آئیں گے۔ اب آپ نوٹ کریں کہ یہ بات تیرھویں صدی میں ہو چکی ہے جب 1258ء میں جب سقوط بغداد ہوا ہے عربوں کے ہاتھ سے عالم اسلام کی قیادت چھین لی گئی اور ترکان تیموری ہندوستان میں، ترکان صفوی ایران میں، ترکان سلجوقی مشرق وسطیٰ میں اور ترکان عثمانی کی حکومت ایشیا سے لے کر یورپ کے ایک بہت بڑے علاقہ پر قائم ہو گئی تھی۔ اس صدی میں عجیب عجیب معجزے اور عجوبے ہوئے ہیں۔ عظیم سلطنت عثمانیہ جو تین براعظموں پر محیط تھی اس کا نام ونشان ختم GREAT USSR کا نام و نشان ختم اب بس ایک ملک کی حیثیت سے روس باقی ہے۔

20۔ تیسری جنگ عظیم کے بعد غلبہ اسلام کا دور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دیکھو! وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی مقبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''یورپین اقوام کو جنگ کا عذاب گھیر لے گا اور گویا جنگ ان کے گھروں کے گرد خیمے لگا لے گی اور جس قدر وہ امن کے لئے کوشش کریں گے اور امن امن کہہ کے چلائیں گے۔ اسی قدر پگھلتا ہوا لوہا اور تانبا ان کے مونہوں پر ڈالا جائے گا۔ یعنی امن کی پکار تو ہو گی لیکن نتیجہ توپوں کے گولے اور بم ہی نکلے گا اور ان کے ملک رہائش کے قابل نہ رہیں گے۔ بلکہ برا ٹھکانہ بن جائیں گے...... یہ قومیں امن کی خاطر دوسری قوموں کے ساتھ دوستیاں کریں گی لیکن ان دوستیوں کا نتیجہ جنگ ہی نکلے گا نہ کہ صلح۔''

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 445)

پھر سورۃ التطفیف کی آیت 12 کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''جب حضرت مسیحؑ نے اپنی قوم کے لئے مائدہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں دے تو دوں گا مگر اس نعمت کا انکار نہایت خطرناک نتائج پیدا کرنے والا ہو گا۔ چونکہ تم نے یہ دعا کی ہے کہ تمہاری قوم کو دنیا میں ترقیات نصیب ہوں اس لئے میں انہیں ترقیات تو دوں گا اور بہت بڑی ترقیات دوں گا لیکن اگر میری نعمتوں کا انہوں نے انکار کیا، دین سے نفرت کی، خدا تعالیٰ سے بُعد اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑ لیا تو فَاِنِّیۡۤ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُہٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ میں عیسائی قوم کو وہ عذاب دوں گا۔ جو آج تک کبھی کسی قوم کو نہیں دیا گیا۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''یہاں تین دفعہ کلّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کلّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہو گا۔ بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم جو 1918ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا۔ جو عیسائیت کو لگا اب دوسری جنگ جو شروع ہے یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہو گی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہو گا۔ اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی کیونکہ چوتھے کلّا کے بعد ہی یہ ذکر آتا ہے کہ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ فرماتا ہے یہ لوگ اس دن اپنے رب سے محجوب ہوں گے۔ اس آیت میں رب کا لفظ لا کر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ربوبیت کا رشتہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے ماں اور بچہ میں ہوتا ہے۔ بچے کو ماں پالتی ہے دودھ پلاتی ہے اس کی غور و پرداخت کرتی ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 307)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

''جس طرح گزشتہ جنگ میں جرمنی تباہ ہوا، اٹلی برباد ہوا، فرانس ختم ہوا۔ اسی طرح اب جنگ ہوئی تو روس اور امریکہ ختم ہو جائیں گے۔''

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 347)

غلبہ اسلام کی پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہو گی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہو گا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔''

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 933)

ڈاکٹر اسرار احمد بیان کرتے ہیں:

حضور ﷺ کی آخری زمانہ کی بابت یہ نوید ہے کہ اس زمانہ میں ثُمّ تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ یعنی ایک دور آئے گا جب خلافت منہاج نبوت کے مقام پر قائم ہو جائے گی اور یہ نوید حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے جن کے بارے میں یاد رکھیں کہ وہ صادق مصدوق وہ سچے ہیں اُن کی صداقت کا اللہ گواہ ہے اس لئے وہ دور آکر رہے گا اس میں کسی بندہ مومن کے لئے کسی بھی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ابھی اگلی حدیث سنیئے اب جب یہ دور آئے گا تو عالمی ہو گا نیو ورلڈ آرڈر نہیں ہو گا جسٹ ورلڈ آرڈر ہو گا اور گلوبل ہو گا۔ دو احادیث کا تذکرہ کر دوں مسلم شریف میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے، ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پوری زمین کو لپیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے سارے مشرق دیکھ لئے اور سارے مغرب دیکھ لئے اور سن لو مجھ سے کہ میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے زمین کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔

دوسری حدیث سنیئے یہ مسلم احمد بن حنبل میں حضرت مقداد بن اسود سے روایت ہے ترجمہ: روئے زمین پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بناہوا گھر رہے گا نہ کوئی اونٹ کے بالوں کے بنے کمبلوں کا خیمہ رہے گا کہ جس میں اللہ تعالیٰ کلمہء اسلام کو داخل نہ کر دے اور یہ داخلہ دو طریق سے ہو گا یا کسی صاحب عزت کے اعزاز کے ساتھ یا کسی مغلوب کی مغلوبیت کے ساتھ یعنی یا تو اللہ تعالیٰ ان کا اعزاز فرمائے گا اور وہ کلمہ پڑھ کر اسلام کے خود قائل ہو جائیں گے یا پھر وہ اسلام قبول نہیں کرے گا تو چھوٹے ہو کر رہنا پڑے گا جزیہ دینا ہو گا اور اسلام کی بالادستی قبول کرنی ہو گی۔

اسی طرح اسلام کے احیاء کے لئے کچھ نوید بھی موجود ہیں۔ حدیث نبویہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے ہند کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ پھر ایک اور حدیث ہے جس میں فرمایا کہ مشرق سے فوجیں نکلیں گی جو مہدیؑ کی حکومت کو قائم کریں گی اور دوسری آسمانی مدد ہو گی جو نزولِ عیسیٰ ابنِ مریم سے ملے گی۔

اور اس کے بعد یہود کا قلع قمع ہو گا اور ان کا یہ جو گریٹر اسرائیل کا خواب ہے یہ چکنا چور ہو جائے گا اور گریٹر گریو ویارڈ ان کے لئے ثابت ہو گا۔ اس کے بارے میں دو احادیث موجود ہیں ایک

ترمذی شریف میں خراسان (اس زمانہ میں خراسان کا علاقہ وہ آجکل کا افغانستان کا علاقہ ہے) کے جہاد کے حوالہ سے ہے۔ ایک اور بڑی ضروری بات شائد آپ نے کبھی نوٹ کی ہو کہ اسلام کے پہلے ایک ہزار سال تک سارے مجدد عالمِ عرب میں پیدا ہوتے رہے۔ جیسے ہی دوسرا ہزار سال (الف ثانی) شروع ہوا تو الف ثانی کا مجدد شیخ احمد سرہندی، بارہویں صدی کا مجدد امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی اور تیرہویں صدی کے مجدد سید احمد بریلوی۔۔۔ سوال یہ ہے کہ یہ سارے کام یہاں کیوں ہوئے؟ اسی طرح بیشمار اسلامی ملک آزاد ہوئے کوئی قومیت کی بناء پر اور کوئی کسی عصبیت پر کوئی کسی عصبیت پر...... ایک پاکستان ہے جو مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن بنانے کے لئے قائم ہوا، پاکستان اس لئے نہیں بنایا تھا کہ ہمارے پاس ٹاٹا اور برلا نہیں تھے یا یہ کہ مسجدیں تعمیر ہوں وہ تو بہت عالی شان مساجد امریکہ میں بن رہی ہیں...... سارا ماضی سامنے رکھیئے اور حضور ﷺ کی پیش گوئیوں کا مستقبل سامنے رکھیئے دونوں سے ثابت ہوتا ہے اس خطۂ ارضی سے کچھ ہونا ضرور ہے۔

(بحوالہ یوٹیوب)

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ تادمِ واپسی اسی تبلیغ میں گزارا کہ اسلام اور مسلمانوں کی بقا خلافت کے سایہ میں ہی ممکن ہے، مگر افسوس کہ خود اس نعمت کو دیکھ کر بھی پہچان نہ سکے۔

21۔ ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہو گا

دوسری جنگ عظیم میں امریکہ نے جاپان کے دو ہنستے بستے شہروں پر ایٹم بم گرائے اور اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی صلاحیتیں دی ہوئی ہیں کہ وہ دنیا کے گرم ترین علاقوں میں بھی رہائش پذیر ہے اور دنیا کے منجمد اور یخ بستہ علاقوں میں بھی موجود ہے۔ متذکرہ بالا تباہی کے باوجود جاپان کی حکومت اور عوام نے ساری توجہ اپنی بحالی اور فزوں تر ترقی پر اس طرح سے دی کہ 2021ء میں ایک ہندی زبان میں جاری شدہ ویڈیو میں جاپان کی بابت کہا گیا ہے وہ اس وقت 2021ء میں نہیں بلکہ 2050ء میں رہ رہا ہے یعنی اس نے اتنی ترقی کی ہے دیگر اقوام کے مقابل پر اور اس کے لئے مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آٹھ مستعمل سہولتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

1. جاپان نے ایسا لباس تیار کر لیا ہے جو آپ کی خواہش پر اپنا رنگ تبدیل کر سکتا ہے۔ اس کو سمارٹ ڈریس کہا گیا ہے۔
2. میٹنگ روم یا آفس کی کرسیاں آپ کے تالی بجانے پر خود واپس اپنی جگہ پر میز کے ساتھ آ لگتی ہیں۔ اس کو سمارٹ انٹیل جنس کہا گیا ہے۔ مانو ریل ٹریک۔ یہ ایک ایسا ریل ٹریک ہے جس پر ایک سے زیادہ گاڑیاں گزر سکتی ہیں اور وہ ضرورت کے مطابق ریل ٹریک تبدیل کرتا رہتا ہے۔
3. ایسی ریل جو ٹریک کے نیچے چلتی ہے جیسے تفریحی مقامات پر ہنڈولے چلتے ہیں۔
4. حادثات سے بچنے کے لئے ریل کے دروازے خودکار سسٹم کے تحت کھلتے بند ہوتے ہیں تا کوئی چلتی ریل پر نہ سوار ہو نہ اتر سکے۔
5. لفٹ کے اندر لیٹرین کا اہتمام۔
6. انتہائی تیز رفتار ریل۔ یہ ریل 581 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے۔
7. بلڈنگ کے چھٹے اور ساتویں فلور میں سے گزرتی ہوئی ہائی وے۔
8. پلیٹ فارم پر لگے خودکار گیٹ جو مسافروں کو ریل پر سوار ہونے اور اترنے میں بد احتیاطی سے روکتے ہیں۔
9. پلاسٹک کی خالی بوتل کو Recycle machine میں ڈالنے والا نہ صرف کچرا سمیٹ رہا ہوتا ہے بلکہ اس کو یہ مشین اس خدمت کے عوض ایک خاص رقم کا ٹوکن دیتی ہے۔

(یوٹیوبر: THE INTRESTING FACTS)

22۔ دنیا میں امن کیسے قائم کیا جاسکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:

”قیام امن کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو عظیم الشان گر بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ توحید کامل کے قیام کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا...... دوسرا نکتہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعہ یہ نازل فرمایا ہے کہ

مالم ینزل بہ علیکم سلطانا یعنی دنیا میں امن تبھی برباد ہوتا ہے جب انسان فطرتی مذہب کو چھوڑ کر رسم و رواج کے پیچھے چل پڑتا ہے۔“

(انوار العلوم جلد 15 آنحضرت ﷺ اور امن عالم صفحہ 14-15)

آپ کے منظوم کلام میں ایک نظم میں نونہالانِ جماعت کو بیش از بیش قیمت نصائح فرمائی ہیں اور کوئی شعبہ زندگی یا کوئی زندگی کا موڑ اس میں نظر انداز نہیں ہوا ایک شعر میں فرمایا۔

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
تم کبھی باعثِ پریشانیٔ حکام نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”قم فانذر کہ کھڑے ہو جاؤ اور ثابت قدمی کے ساتھ قریہ قریہ اور ملک ملک میں پھیل جاؤ اور اقوام عالم کو یہ بتاؤ کہ اگر خدا کے مسیح کی آواز پر انہوں نے لبیک نہ کہا تو خدا کا قہر ان پر نازل ہو گا۔ دنیا بظاہر امن میں ہے۔ دنیا والے اس وہم میں مبتلا ہیں کہ ہم اپنی کوششوں سے دنیا میں امن قائم کر دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں کوئی یو۔این۔او یا کوئی دوسری کانفرنسز جو امن کے قیام کے لئے بنائی گئی ہیں ہرگز نتیجہ خیز نہیں ہوں گی۔ کیونکہ آسمان اس سے متفق نہیں اور خدا تعالیٰ کی نظر سے انسان گر چکا ہے۔

پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دنیا والوں کو یہ بتائیں کہ اگر تم اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے زندگی، امن اور سلامتی چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہو اور اس کے مسیح پر ایمان لاؤ۔ خدا کی شریعت کو رد مت کرو۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے ہنسی اور ٹھٹھے مت کرو۔ اس کے جوئے کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دو۔ تب تم امن سے اپنی زندگیاں گزار سکتے ہو اور تمہاری نسلیں سلامتی کے ساتھ اس دنیا میں رہ سکتی ہیں ورنہ نہیں۔“

(خطبات ناصر، جلد اول صفحہ 39)

29۔ حاصل مطالعہ

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کا وہ چھوٹے سے چھوٹا نیک عمل بہت پسند ہے جس پر وہ تمام عمر کاربند رہتا ہے۔ جبکہ انسان کسی مرصع، مسجّی اور متکلف بیان کا منتظر ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم پر غلاف چڑھانا، مزاروں پر چادریں چڑھانا، بتوں کے گلے میں اور جسم کو سونے کے زیورات سے سجانا، خانہ کعبہ پر سونے کی تاروں اور قیمتی کپڑوں کا غلاف چڑھانا، مزاروں اور مندروں کو دودھ سے غسل دینا اور سادہ عبادت کو متکلف اور پیچ در پیچ ترویج دینا سب اس بات کا ثبوت ہیں۔ دین پر عمل کی راہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پنڈت، پروہت، پادری، ربی، مجاور اور ملاں حائل ہوتے چلے گئے اور کچھ کے لئے دین کو مشکل بنایا اور کچھ کو دین سے متنفر ہی کر دیا۔ مسجد میں بیٹھے ملاں کے بارے میں اقبال نے کہا تھا کہ یہ اتنا.... کیوں ہے، برصغیر میں جہاں سینیما گھروں میں لاٹھی چارج سے قطار بنوائی جارہی ہوتی ہے وہیں مسجد کے کھلے دروازوں کے باوجود ہال و دالان خالی پڑے ہوتے ہیں۔

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنادو
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھادو
کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے

جبکہ دین ایک بہت آسان طریق تھا اور ہونا چاہئے، نبی اکرم ﷺ کو فرمایا گیا کہ لوگوں کو خوشخبری دو، آپ ﷺ سے ایک بدو نے سوال کیا کہ کوئی ایسی بات بتادیں کہ پھر کسی سے مزید معلومات کی ضرورت ہی نہ رہے، فرمایا قل امنت باللہ ثم استقم یعنی تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر قائم ہو جا، پھر ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا جاؤ گلیوں میں اعلان کر دو کہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ تو اس پر جنت واجب ہو گئی یعنی جس نے قول و فعل دونوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ سے منہ موڑ لیا تو اس پر جنت واجب ہو گئی۔

پھر آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے انما الاعمال بالنیات یعنی تم کوئی بھی عمل کرتے ہو اس کے پھل یعنی ثواب یا گناہ کا دارومدار اس پر ہے کہ تمہاری نیت کیا تھی۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک

شخص نے عرض کیا دنیا کی ساری برائیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں آپ نے فرمایا وعدہ کرو آج سے جھوٹ نہیں بولو گے۔

اس موضوع پر لکھتے ہوئے عاجز کو اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ہمارے امن اور ترقی و خوشحالی کی ضمانت اسی بات میں مضمر ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نورِ ہدایت کو قبول کر لے اور نہ صرف اپنے خالق و مالک کی مسخر ہو جائے بلکہ اس کی مخلوق کے حقوق کو نظر انداز نہ کریں بظاہر یہ ایک بہت سادہ سی بات ہے اور بہت آسان لگتی ہے مگر عملاً اس کا ظہور اور وجود خال خال ہی نظر آتا ہے کیا افراد کے روزمرہ میں اور کیا اقوام کے حال اور ماضی میں اور اس کا سبب ہے ہوس، معاف نہ کرنا سزا میں بے اعتدالی، تکبر اور ناعاقبت اندیشی یعنی آخرت کو بھلا دینا۔ پس جو ہم کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم اپنے خاندان اپنے معاشرہ اور جو بااختیار ہیں وہ ملکی سطح پر جو اُن سے بن پڑتا ہے وہ کرتے چلے جائیں۔ وما توفیق الا باللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 فروری 2023ء)



مضامین کے لنکس

- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط1)
https://www.alfazlonline.org/10/01/2023/76526/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط2)
https://www.alfazlonline.org/17/01/2023/76953/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط3)
https://www.alfazlonline.org/24/01/2023/77354/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط4)
https://www.alfazlonline.org/31/01/2023/77843/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط5)
https://www.alfazlonline.org/07/02/2023/78308/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط6)
https://www.alfazlonline.org/14/02/2023/78717/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط7)
https://www.alfazlonline.org/21/02/2023/79311/
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ(قسط8)
https://www.alfazlonline.org/28/02/2023/79888/





ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت

10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نورالدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقف جدید کے لئے مشعل راہ
15. جامع المناھج والاسالیب
16. مقام وعظمت خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. قرآنی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
25. سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد
27. احمدیت کے چمکتے ستارے۔ شہدائے برکینا فاسو
28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال

29. دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
30. اپنے جائزے لیں
31. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں
32. اداریے بابت رمضان المبارک
33. خلافت۔ اہمیت، فضلیت و برکات
34. ممکنہ تیسری عالمی جنگ
35. بنیادی مسائل کے جوابات (زیر تکمیل)
36. اداریے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)
37. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد چہارم (زیر تکمیل)
38. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
39. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

